ما شاء الله لا قوة الا بالله

از تصنیف جامع الفضائل والکمالات مولانا علی احمد صاحب مدرس مدرسہ مراد آباد رسالہ

تہذیب الصبیان

باہتمام راجی رحمت و غفران عاجز محمد عبد الرحمن حاجی بن محمد روشن خان غفر لہما المنان

مطبع نظامی کانپور [illegible] طبع [illegible] مطبوع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلحمدُ للهِ الَّذِي عَلَّمَنَا بَرَاهِينَ التَّوحِيدِ وَالاِسلَامِ ثُمَّ اَيَّدَنَا بِاِيضَاحِ الاِيمَانِ وَالاِسلَامِ فِي الكَلَامِ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ المَبعُوثِ لِتَبلِيغِ الاَحكَامِ اِلٰى كَافَّةِ الاَنَامِ وَعَلٰى آلِهِ العِظَامِ وَ اَصحَابِهِ الكِرَامِ اِلٰى يَومِ البَعثِ وَالقِيَامِ اما بعد فقیر حقیر علی بن احمد بن محمد نقشبندی بریلوی ارباب بصیرت کی خدمت مین التماس کرتا ہی کہ فقیر کا مرکوز خاطر اور مکنون باطن مدت سے یہ تھا کہ کوئی رسالہ اردو زبان مین تعلیم اطفال برادران دینی کے لیے ایسا مرتب ہو کہ جس سے فائدہ من حیث العقائد حاصل ہو اور نفع اوسکا ہر صغیر و کبیر اردو خوان کو شامل ہو مگر بسبب عدم لیاقت اور کمی استعداد کے جرأت کرنا ایسے امر خطیر کی طرف خالی خطرے سے نہین جانتا تھا ایسے میدان ہولناک مین قدم نہین دھر سکتا تھا آخر بعض وجوہ نے ناچار کیا اور بلحاظ اَلمَامُورُ مَعذُورٌ کے اس کام کو اختیار کیا وَاللهُ المُستَعَانُ وَعَلَيهِ التُّكلَانُ پس سلف صالح کی معتبر کتابون سے اقتباس و انتخاب کر کے رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ چند مسائل عقائد اہل اسلام کے فقیر نے اردو زبان مین لکھے اور بعد تسوید کے اس رسالے کو تین فصلون اور ایک خاتمے پر مرتب کیا اور نام تاریخی اسکا تہذیب الصبیان رکھا پہلی فصل ایمان مجمل مین دوسری ایمان مفصل مین تیسری مسائل امامت مین خاتمے مین چند مسائل مستلزمۃ الکفر جنکا جاننا اطفال کو ضروری ہے کتب معتبرہ مثل فتاوی قاضیخان فتاوی عالمگیری درمختار وغیرہ سے نقل کیے ہین اور تا بمقدور سہو و خطا سے بچنے کی کوشش کی ہی مگر بلحاظ اَنَّ الاِنسَانَ مُرَكَّبٌ مِنَ الخَطَاءِ وَالنِّسيَانِ ارباب بصیرت سے التماس ہی کہ جہان کہین سہو و خطا دیکھین اصلاح فرمائین اور فقیر کو معذور رکھین وَاللهُ المُصِيبُ

فصل پہلی ذکر ایمان مجمل مین

اہل حق کا قول ہی کہ بالبداہتہ عقل حکم کرتی ہی کہ حقائق اشیا ثابت ہی اور علم اس مسالے کا یقینی اور اسباب
علم بلحاظ جریان عادت الٰہی از روی حصر استقراء کے ظاہر مین تین ہین اول حس ہی اور وہ بظاہر سمع و بصر
و شم و ذوق و لمس ہین گو کبھی بعضے وقتون پر کسی مانع کے سبب سے حس غلطی بھی کرتی ہی جیسے احول کہ
ایک کو دو دیکھتا ہی اور صفراوی شیرین کو تلخ جانتا ہی لیکن یہ نادر ہی والنادر کالمعدوم پس غالباً در صورت عدم موانع
حس سے علم یقینی حاصل ہوتا ہی اسلیے حس کو مفید قطع و علم یقینی جانتے ہین **دوم** عقل گو عقل بھی کبھی بسبب
مزاحمت وہم و خیال کے یا بسبب نہ لحاظ کرنے شرائط برہان کے خطا کرتی ہی لیکن جو اکثر قطع بسبب عدم موانع
حاصل ہوتا ہی لہذا عقل کو بھی مفید قطع و علم یقین گردانا ہی اور انکار افادہ عقل بنسبت علم یقینی سفسطہ ہی **سوم** خبر ہی کہ
حق تعالی نے واسطے حاصل ہونے علم سامع کے مافی الضمیر متکلم پر اوسکو وضع کیا ہی لیکن احتمال کذب
متکلم کبھی قصداً اور کبھی خطاءً بسبب قصور فہم اور حافظے وغیرہ کے البتہ مانع حصول علم ہوتا ہی لہذا خبر
مطلق کو اسباب علم یقینی سے نہین گردانا ہی بلکہ ظنیات سے مانا ہی البتہ وہ خبر جسمین علم بزوال مانع حاصل
ہو ایسی خبر مع علم بزوال مانع سے گاہی قطع بالبداہتہ حاصل ہوتا ہی مثل خبر متواتر **خبر متواتر** وہ ہی کہ جو
ایسی جماعت سے حاصل ہوئی ہو جسکا اتفاق کذب پر بالبداہتہ از روی عقل ممتنع ہو اور اس جماعت
نے بھی بطور جماعت اول سے قطع حاصل کیا ہو وہکذا تا اینکہ منتہی ہو کسی ایک پر حواس خمسہ سے
اور گاہی قطع خبر سے باستدلال حاصل ہوتا ہی جیسے بنسبت خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کہ بعد استدلال کے تصدیق ہوئی پس جو کہ نبوت اور عصمت بدلیل ثابت ہوئی احتمال کذب کا عمداً
اور خطاءً دور ہوا در صورت یہ خبرین یعنی خبر متواتر اور خبر رسول کہ بعد استدلال کے ثابت ہوئی دونوں مفید
علم قطعی ہین اور گاہی بسبب پائے جانے قرائن کے احتمال کذب جاتا رہتا ہی اس صورت مین باوجود نابود
ہونے احتمال کذب کے قطع حاصل نہین ہوتا ہی اسلیے خبر مشہور اور خبر مقرون بقرائن کو مفید علم طمانینت
اور مفید ظن یعنی اقرب بیقین جانتے ہین نہ مفید قطع و علم الیقین اور گاہی بعد ثابت ہونے راوی کے متصف
بصفت اسلام و عقل و حفظ و عدالت ہو احتمال کذب ضعیف ہو جاتا ہی لیکن قطع حاصل

۴ بلفظ سوفسطا اور سطائے بنا بر ان یعنی علم اور اسطا بمعنی از ذن اور غلط اول فسطا بنام سفسطہ یعنی علم الغلط ۱۲ منہ دام فیضہ

نہین ہوتا ہی پس خبر آحاد بشرط اسلام وعقل وضبط وعدالت رواۃ مفید ظن ہی کہ وہ ایک قسم اقسام علم
سے ہی کہ عمل کرنا اوسپر صحیح ہی اور اعتقاد کرنا اوسپر واجب نہین **چوتھی قسم** اسباب علم سے الہام
ہی گو اکثر متکلمین نے اسکو اسباب علم سے نہین شمار کیا ہی دو وجہ سے **اول** یہ کہ الہام مختص بخواص ہی
مثل انبیا و اولیا اور متکلمین اسباب علم عام سے بحث کرتے ہین **دوم** یہ کہ مزاحمت وہم وخیال
اور کدورات نفسانی وشیطانی مانع حصول علم الہام مین ہوتے ہین پس الہام انبیا کا بعدم این موانع
بدلیل عصمت کہ بالقطع معلوم ہی مفید قطع بیشک ہی البتہ غیر انبیا مین جو قطع بعدم موانع حاصل نہین ہوتا ہی
اسیلیے الہام غیر انبیا کو دلیل ظنی کہتے ہین بلحاظ غالب احوال لیکن ہونا الہام اولیا کا اسباب علم سے
اسمین کسی کو شک نہین کہ بکتاب وسنت واجماع ثابت ہی **اول** قولہ تعالی وَاَوْحَيْنَا اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى
اَنْ اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ
وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ مراد وحی سے اس جگہ الہام ہی اسلیے کہ نبوت خاصہ رجال کا ہی نہ عورتونکا
بدلیل قولہ تعالی وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِىْٓ اِلَيْهِمْ اب دلیل آثار سے لیجے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ مین درمیان خطبے کے فرمایا تھا یَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ جبکہ حضرت ساریہ
امیر لشکر کو آواز منازل بسیار سے حضرت موصوف کی مسموع ہوئی تھی اب یہ قبیل کشف والہام سے
نہین ہی تو کیا ہی تفصیل اس مقال کی طول طلب ہی اب دلیل اجماع کی سنیے اجماع منعقد ہی کہ کرامۃ
الاولیاء حق اور عمدہ کرامات اولیا سے الہام ہی مغیبات امکانی اور وجوبی ہر دو سے اب جاننا
چاہیے کہ تحقیق سابق سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ اقوی اور اعلی اسباب علم سے خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ہی کہ کسیطرح احتمال خطا کا بسبب عفت اور عصمت جناب اقدس کے اوسمین نہین ہی
واجب سے ممکن تک اور ازل سے ابد تک آگاہی اوس سے حاصل ہوتی ہی اوسکے بعد حس ہی کہ احتمال
خطا کا گو غالبًا اوسمین نہین ہی لیکن مقصور ہی اشیای محسوسہ پر بلکہ اونکے ظاہر پر پستر رتبہ خبر متواتر کا
ہی کہ بنا اوسکی اور منتہی اوسکا بھی حس ہی وَلَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ پستر عقل ہی اسلیے کہ اختلاف آرا کا
عقلا مین بہت ہوتا ہی پستر الہام ہی کہ قطع اوسمین بعدم موانع کم ہی غرض فقیر کی اس تقریر سے یہ ہی کہ جو

بذریعۂ حس و عقل یا الہام معلومات سے معلوم ہو اوسکو شرع کی میزان پر وزن کرنا چاہیے اگر شرع قبول کرے حق جاننا چاہیے اور جو شرع نہ قبول کرے خطا و باطل یقین کرنا چاہیے اور رد کرنا چاہیے اور جو شرع اوس سے ساکت ہو البتہ قبول کرنا چاہیے لیکن معلومات حسی اور عقلی مین جبکہ نہونا مانع کا جانا جاوے حکم قطع کرنا چاہیے اور معلومات الہامی مین حکم ظن آب واضح ہو کہ خبر آحاد مین ظنیت من حیث الرواۃ ہوتی ہی نہ من حیث انہ خبر الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خبر عام مخصوص بالبعض وغیرہ مین ظنیت من حیث العبارۃ ہوتی ہی اور عام غیر مخصوص اور خاص و ظاہر و نص و مفسر مین کہ یہان احتمال بدلیل نہین پیدا ہوتا ہی گو احتمال تخصیص کا یا احتمال نسخ کا یا احتمال مجاز کا باقی رہتا ہی انکو قطعی جاننا چاہیے باین اعتقاد کہ ہمکو نبی معصوم سے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یونہی پہنچی ہی جو ظاہر کتاب پر عمل فرماتے تھے اور جو احتمالات کہ دلیل سے نہ پیدا ہون بسبب اونکے ترک عمل ظاہر نصوص سے نہین ہو سکتا ہی اور ایسا ہی سلف صالح نے کیا ہی آب واضح ہو کہ قرآن کی تفسیر کرنے مین یا اوسکے حمل کرنے مین ظاہر پر یا اوسکی تاویل اور صرف مین سواد اعظم کا اتباع کرنا چاہیے اسلیے کہ حق تعالی فرماتا ہی مَنْ يَّتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے فرمایا ہی عَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ اور فرمایا يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ اور فرمایا لَا يَجْتَمِعُ اُمَّتِيْ عَلَى الضَّلَالَةِ پس قولہ تعالی وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مین اگرچہ عبارت کی حیثیت سے غسل پا اور مسح پا دونونکا احتمال برابر ہی لیکن موافق سواد اعظم تفسیر کرکے یہ جاننا چاہیے کہ مراد اللہ تعالی کی غسل پا سے ہی نہ مسح سے اور قولہ تعالی يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ اور قولہ تعالی اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى اور معنی ظاہر کے نہ حمل کرنا چاہیے اور قولہ تعالی وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ مین البتہ حمل ظاہر پر کرنا چاہیے ظاہر سے روگردانی نچاہیے واللہ اعلم و علمہ اتم آب ظاہر ہی کہ ممکن محتاج ہی طرف علت مغایرہ اپنی ذات کے اور مفروض یہ ہی کہ جملہ اشیای موجودہ ممکن ہین ممکنات سے

کوئی چیز خارج نہین اور ممکن عبارت اوس چیز سے ہی کہ ذات اوسکی نہ وجود اپنے کو تقاضا کرے اور نہ عدم
اپنے کو اور ظاہر ہی کہ جو چیز اپنے وجود کو نہ تقاضا کریگی وہ بالیقین توابع وجود کا بھی نہ تقاضا کریگی
خواہ وہ توابع لوازم ماہیات ہون یا لوازم وجودات خواہ وہ اعراض و احوال مفارقات ہون
یا افعال اختیاری یا اضطراری غرض کسی چیز کا تقاضا نکریگی خواہ وہ قبیل اعیان سے ہون یا اعراض
سے یا افعال قائم بالغیر اسلیے کہ اقتضا توابع وجود اپنے کا مثل اقتضای وجود غیر اپنے کے ہی پس
یہ دونون فرع اقتضای وجود اپنے کے ہین بالبداہتہ اذ لیس فلیس پس ثابت ہوا کہ ممکنات
تمام اشیای ثابتہ سے اپنے وجود مین اور اپنی بقا مین اور اپنے متصف ہونے مین اپنی صفات
او اعراض کے ساتھ اور بھی صادر ہونے مین اپنے افعال کے محتاج ہین طرف واجب لذاتہ کے
کہ ذات اوسکی تقاضا کرتی ہی اپنے وجود کو اور تقاضا کرتی ہی ہر صفت کمال کو اور تقاضا کرتی
ہی منزہ ہونے کو ہر نقص و زوال سے اسلیے کہ وجود ہی منشا ہی ہر خیر و کمال کا اور عدم مرجع ہی ہر شر و
نقصان کا پس جو چیز کہ تقاضا وجود کا کریگی تقاضا ہر خیر و کمال کا کریگی لاجرم ازل سے ابد تک
ہر ایک خیر و کمال سے متصف ہوگی اور ہر شر و نقصان سے منزہ ہوگی اور جو چیز کہ تقاضا وجود کا نکریگی
اوسمین جو خیر و کمال کہ ہوگا اصلی نہوگا اسپر ایک شبہہ وارد ہوتا ہی تقریر شبہہ کی یہ ہی کہ ممکن نے
جب اپنی ہی ذات کا تقاضا نکیا شر و نقصان کا کیونکر تقاضا کیا کہ فرع تقاضای ذات ہی جواب
یہ ہی کہ شر و نقصان کہ نقیضین خیر و کمال کے ہین امور عدمی ہین قبیل اعدام اصلی سے اونکا تقاضا
نہین ہو سکتا اسلیے حق تعالی فرماتا ہی مَآ اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَکَ مِنْ
سَیِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِکَ جو ثابت ہوا کہ حق تعالی ہر شر و نقصان سے منزہ ہی پس اقتضا اوسکا ممکن کو
کہ مراد خلق سے ہی باختیار اوسکے ہوگا یعنی انشاے فعل اور انشاے ترک اوسکے اختیار مین ہوگا نہ بایجاب
بموجب مذہب حکما کے اسلیے کہ ایجاب مستلزم ہی اضطرار کو اور یہ نقص ہی بنابرین وجود ممکن
باختیار واجب ثابت ہوا پس ثابت ہوا کہ عالم حادث ہی کیونکہ جو فاعل مختار سے صادر ہوتا ہی البتہ
حادث ہی بالبداہتہ لہذا صانع عالم کا قدیم ہونا ثابت ہوا اور وحدہٗ لاشریک لہٗ ورنہ درصورت تکثر کے

تمانع جائز ہوگا جو مقتضی ہوگا عجز ہر دو کو یا ایک کو ہر دو سے اور وہ نقص ہے اور منافی ہے وجوب کے
یہ تمام معارف کہ مذکور ہوئے عقل انکے اثبات مین کافی ہے اور شرع انکی مؤید و موافق فرمایا اللہ
تعالی نے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ یہ ظاہر الدلالۃ ہے حدوث عالم پر اور فرمایا حق تعالی
نے خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اور فرمایا خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ یہ دلیلین منقولی دال ہین
کہ حق تعالی جل شانہ نے اعیان و اعراض اور افعال عباد وغیرہم کل کو پیدا کیا اور حق تعالی
فرماتا ہے لَوْ کَانَ فِیْہِمَآ اٰلِہَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا یہ دلیل ہے توحید خداوند عز اسمہ اب ظاہر ہے
کہ بواسطہ خبر متواتر نسبت معجزات کے ہمارے حق مین اور بواسطہ حس صحابہ کرام کے حق مین
عقل حکم کرتی ہے کہ حضرت سرور انس وجان سید پیغامبران محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن
ہاشم بن عبد مناف بیشک رسول خدا ہین جو خدا کی طرف سے پیغام امر و نہی اور وعدہ وعید کا
لائے ہین اور واسطہ ہونا حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیما بین ممکنات اور
واجب الوجود کے لابد تھا کیونکہ ہدایت واجب الوجود کی نسبت ممکنات کے کہ باخود متغایر
ہین بالواسطہ ہونا چاہیے اور جو وہ واسطہ دونونکا برزخ ہو پس وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم ہین اور اخبار تمام برحق ہین کہ خبر متواتر سے معلوم ہوا کہ جس زمانے مین جہل و کفر کے
مین غلبہ پائے ہوئے تھا کفار قریش جہل و نادانی سے پتھرون کو بجای خدا کے پوجتے تھے
اور حلت و حرمت اشیا مین کلمات بیہودہ بلا دلیل کہتے تھے اور اوس جگہہ اوس وقت مین
کوئی کتاب و نبوت سے خبر نہ رکھتا تھا ایسے وقت مین حضرت سرور عالم فخر بنی آدم محمد صلی اللہ
علیہ و آلہ و صحبہ وسلم اوسی قوم قریش سے ایک مرد امی کہ کچھ بھی نہین پڑھے تھے ظاہر ہوئے اور اپنے
بیگانے دوست و دشمن سب جانتے تھے اور اقرار کرتے تھے کہ ابتدای تولد سے قبل دعوی نبوت
تک کبھی جھوٹ بات زبان حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر گذری اور بہدایت ازلی کبھی
بت کی طرف سر مبارک خم نہوا اور کبھی سخن لغو مثل دیگر قوم قریش زبان مبارک پر نہ آیا جب
سن شریف چہل سالہ ہوا دعوی نبوت فرمایا اور واسطہ تصدیق اپنے دعوی حق کے معجزات مجید

کہ قدر مشترک اون سے تواتر کو پونہچی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے ظاہر ہوئے خلائق کو خدا سے ڈرایا اور توحید کے لیے حکم فرمایا اور عبادت غیر خدا سے اور تحلیل و تحریم کو بغیر اذن خدا کے منع فرمایا اور کلام متضمن اخبار غیب اور قصے مبدا و معاد کے اور انبیای سلف کے پڑہے علیہم الصلوۃ والسلام اور فرمایا یہ کلام رب العالمین ہی اگر نہین یقین کرتے ہو تو کسی چہوٹی سی چہوٹی سورۃ کے مثل بنا لاؤ پس اوسوقت سے اسوقت تک باوجود ہمہ باندہ ہدہینے کے اور کثرت دشمنونکے کسی قرن مین قرون سے کسی شخص کو فصحا بلغا سے ایسی قدرت نہوئی کہ کوئی بہی چہوٹے سے چہوٹے سورے کے مثل بنا لاتا ؎ فصحای عرب اگر بتمام * سحر و زند در ادای کلام * عاجز آیند و قاصر و مضطر * یکسر از مثل سورہ اقصر * اور انبیای سابق کی اور کتابونکی جو اونپر نازل ہوئی تہین تصدیق فرمائی اور قصص و اخبار قرآن کے یہود و نصاری کی موافق اپنی کتب سابقہ منزلہ سماوی کے تہسے اور اقرار نبوت و رسالت جناب اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا کیا مگر جسنے کہ از راہ تعصب کے حق پوشی کی پس ان اخبار سے قطعا معلوم ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیشک رسول خدا ہین جس جناب نے تمام عمر جہوٹ نہ کہا ہو وہ حق تعالی پر کیونکر جہوٹ کی تہمت لگاتے اور شخص امی سے تمام علوم اولین و آخرین کا مطابق توریت و انجیل کے ظاہر ہونا بغیر وحی الہی کے کسطرح عقل تسلیم کر سکتی ہی پس بیشبہہ حضرت سرور عالم فخر بنی آدم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول برحق ہین یہی ہی ایمان کہ عقل اسکے اثبات کو کافی ہی موقوف شرع پر نہین ہی البتہ شرع اوسکی مؤید ہی اور تہتاد و سہ ملت اسقدر ایمان مین شریک ہین بعضے فرقے خلاف مذہب اہل حق کے حدوث عالم کے قائل نہین اور نہ قابلیت عدم کے قائل بعضے کہتے ہین کہ صانع عالم واحد نہین بعضے کہتے ہین کہ حق تعالی فاعل بالایجاب ہی اور خواص ایک فرقہ مخالف کے کہتے ہین کہ علم و سمع و بصر حق تعالی کے حادث ہین بعضون نے کہا ہی کہ خدا ازل مین عالم تہا اور نہ سمیع و بصیر بعد کو علم و سمع و بصر اپنے لیے پیدا کیے اور فریق مخالف سے ایک فرقہ نبوت و رسالت کا

بھی منکر ہی اونکا قول ہی کہ خدا نے جبرئیل کو برسالت پاس علی رض کے بھیجا اور وہ بغلط محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وصحبہ وسلم کے پاس آیا انہین سے کسیکا قول ہی ع جبرئیل کہ آمد ز بر خالق بیچون ٭ در پیش
محمد شد و مقصود علی بود ٭ اسیلیے حضرت جبرئیل ع کو لعنت یاد کرتے ہین نعوذ باللہ منہا سوای اسکے
ایک فرقہ بالاتفاق ایمان مجمل مین ایمان بہ ائمہ زائد مانتا ہی یہ دعوی بھی اوسکا بلا دلیل ہی اور آیات
اونکے نزدیک بمعنی رسالت ہی بلکہ سبب افضلیت کا یقین کرتے ہین انبیا و رسل پر لیکن یہ باطل ہی کہ
فقیر بھی اسکا ذکر کریگا انشاء اللہ تعالی او ہماری حجت اس بات پر کہ ایمان علی پر داخل ایمان نہین
ہی قول اللہ تعالی کا ہی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ
مَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ اگر ایمان بہ ائمہ داخل ایمان ہوتا قرآن
وخبر مین مروی ہوتا فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ اِنَّمَا حِسَابُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ع این ہمہ مجمل سخن بی قبل ٭ شرح آن گوش کن علی التفصیل

فصل دوسرا ایمان مفصل مین

بعد تصحیح ایمان اجمالی کے اون علوم و معارف کا ذکر کرتا ہون جنکے ادراک مین عقل عاجز ہی اور اختلاف بہت
ہوا ہی اہل سنت جو کلام الہی سے کہ بتوسط رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وصحبہ وسلم بتواتر پونہچا ہی اور کلام
و افعال نبوی سے کہ بتواتر پونہچے استدلال کرکے اعتقاد رکھتے ہین وہ یہ ہین صانع عالم حی ہی
سمیع ہی بصیر ہی قادر ہی ہر چیز پر ممکنات سے قولہ تعالی اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ علیم ہی جزئی
وکلی پر ازل ہی سے باتفاق ہر دو فریق اہل بیت سے مروی ہی عِلْمُهٗ تَعَالٰى بِالشَّيْءِ قَبْلَ كَوْنِهٖ
كَعِلْمِهٖ تَعَالٰى بَعْدَ كَوْنِهٖ اور قرآن مجید مالامال اخبار آیندہ سے ہی اور حق تعالی کلام کنندہ ہی
قال اللہ تعالی وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا اور قرآن کلام خدا کا ہی غیر مخلوق اسیطرح توریت و
انجیل و زبور و صحف ابراہیم اور جو کچھ کہ پیغمبرون پر کتب و صحف سے اوترا ہی ایمان ہر ایک پر واجب ہی
معتزلہ اور بعضے اور فرقے گمراہ کہتے ہین کہ کلام خدا کا مخلوق ہی پیدا کیا ہی اوسکو حق تعالی نے لوح محفوظ
مین اور جبرئیل مین یا نبی مین اور کرامیہ کہتے ہین کہ کلام خدا کا حادث ہی اوسکی ذات مین پہلے حدوث
سے خدا متکلم نتھا جواب یہ ہی کہ جسطرح حمل متکلم کہ مشتق ہی حق تعالی پر بغیر ثبوت ماخذ اشتقاق

محال ہی اور متصف ہونا اوسکا ایسی صفت کے ساتھ کہ مخلوق ہو اور قائم ہو دوسری مخلوق سے
محال ہی اسی طرح حق تعالی کا محل حوادث ہونا بھی محال ہی بنا برین حق وہی ہی جو اہل سنت کا
قول ہی کہ کلام خدای تعالی غیر مخلوق ہی مثل دیگر صفات سمع و بصر کے اور چونکہ کلمات مین تقدم
و تاخر ظاہر ہوتا ہی کہ مستلزم حدوث ہی لہذا اکثر متکلمین کلام نفسی کے قائل ہوے ہین اور کلام لفظی کو
کلام اس بنا پر کہتے ہین کہ وہ دال ہی کلام نفسی پر اور کہتے ہین کلام الہی مسموع نہین ہی اور حضرت
موسیٰ نے جو کلام سنا تھا وہ کلام دال کلام نفسی پر سنا تھا اور جو بواسطہ ملک تھا اسلیے ملقب
بہ کلیم اللہ ہوے اور یہی قول ابو المنصور ماتریدی کا ہی اور کلام مسموع ہی جسکے سامع کو حق تعالی قوت
سماع عنایت فرمائے جس طرح ذات اوسکی مرئی ہی جسکے باصرہ کو قوت بصر مرحمت ہو یہ قول ابو الحسن
اشعری کا ہی اور قرآن مین تحریف یعنی زیادتی و نقصان بھی ممکن نہین ہی جو کچھ کہ دو دفہ مصحف
مین تواتر پہونچا ہی تمام قرآن ہی اور جو اوسمین داخل نہین ہی قرآن نہین ہی بعضے مخالف کہتے ہین
جو دفہ مصحف مین موجود ہی وہ تمام کلام خدا نہین ہی اور نہ جتنا کہ قرآن منزل جو مامور بتلاوت
ہی اوسمین پایا جاتا ہی بلکہ قرآن مین تحریفات بہت ہوئی ہین اور اکثر آیات اور سورتین اوس سے
ساقط ہوئی ہین پس یہ قول اونکا باطل ہی بوجوہ **اول** یہ کہ خدای تعالی فرماتا ہی انا نحن نزلنا
الذکر وانا لہ لحافظون پس جس چیز کا کہ خدای تعالی حافظ ہو تحریف اوسمین محال ہی کہ مستلزم
عجز خدای تعالی کو ہی **دوم** یہ کہ تبلیغ قرآن کی بی کم و زیادہ حق تعالی نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ
وصحبہ وسلم پر فرض فرمائی تھی چنانچہ فرمایا یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک و
ان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس پس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ
وسلم نے جیسی کہ چاہیے تبلیغ قرآن مین کوشش بلیغ فرمائی جہان خود بنفس نفیس تشریف نہ لیجا سکے
اور آدمی واسطے تبلیغ کے مامور فرمائے اور امر تعلیم تعلیم فرمایا اور کسی سے خوف نہ فرمایا یہی حال پیغمبرونکا
ہی چنانچہ حق تعالی اونکی شان مین فرماتا ہی الذین یبلغون رسلت اللہ ویخشونہ
ولا یخشون احدا الا اللہ اور یہی حال پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وصحبہ وسلم کے تابعین کا تھا

مثل صحابہ اور اہل بیت اور ایمۂ ہدی کے رضوان اللہ علیہم اجمعین اور حق تعالی اونکی مدح مین فرماتا ہی اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ یُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ اور جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے اور نیز جناب اقدس کے مددگارون نے اوس سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی حیات مین بتبلیغ قرآن اوس قسم کی کوشش کی کہ قرآن مجید نے تمام اقطاع زمین مین بحیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم جہان جہان اسلام پونہچا تہا شیوع پیدا کیا اور جوق جوق مردم نے اوس سے استفادہ کیا اور مساجد وغیرہ مین اندر نماز کے اور خارج نماز کے ہمیشہ پڑہتے تہے اور مسجد نبوی مین تو بسبب کثرت قاریونکے ایسا شور ہوتا تہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے آواز کے پست کرنیکا حکم فرمایا تو کہ آواز ایک کی دوسرے کو غلطی مین نہ ڈالے جس چیز نے حیات مین اوس سرور کے صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم اس کثرت سے شیوع حاصل کیا ہو اوسمین تغیر وتبدل کب ممکن ہی تحریف کا قائل ہونا متواترات کا انکار کرنا ہی جیسے کوئی کہے مکہ جہان مین موجود نہین ہی جاہلون نے اپنی حب جاہ کے لیے دروغ باندہا ہی لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ سوم یہ کہ اگر قول مخالفین صحیح ٹہیرے تو وثوق واعتماد قرآن پر کاہے کو باقی رہے حال آنکہ وہ مخالف خود قرآن سے احتجاج کرتے ہین اور اگر ہم قول مخالفین نعوذ باللہ مان لین تو احادیث مابہا التمسک اونکے مفید یقین نہین پس دین برباد ہوا چہارم یہ کہ اگر قول مخالفین بنسبت تحریف سچا ہوتا تو بہتر فرقون اسلام مین سے کوئی اور بہی تو روایت کرتا حال آنکہ جمیع فرق اسلام کو اسپر سخت انکار ہی اور حق تعالی مرید ہی ارادہ اوسکا حادث نہین ہی قدیم ہی اور ارادۂ الٰہی متعلق ہوتا ہی ہر موجود سے خواہ وہ عین ہو یا عرض خیر ہو یا شر کفر ہو یا اسلام طاعت ہو یا معصیت اور حکم خدای تعالی مستلزم ارادے کو نہین اور نہ نہی مستلزم عدم ارادے کو بلکہ امر کیا ہی کافۂ انام کو واسطے اسلام اور طاعت کے اور نہی فرمائی ہی کفر ومعصیت سے اور ارادہ کرتا ہی اسلام مومن کا اور کفر کافر کا اور بغیر ارادۂ الٰہی کے کوئی چیز موجود نہین ہو سکتی اسواسطے کہ قدرت ایجاد کی بنسبت ہر ممکن کے

برابر ہی اختلاف اوقات سے مختلف نہین ہوتی ارادہ وہ ہی کہ تخصیص کرتا ہی موجودات کو قوت دُونَ وَقْتٍ وَكَمِّيَّةٍ دُونَ كَمِّيَّةٍ وَكَيْفِيَّةٍ دُونَ كَيْفِيَّةٍ اور مثل اسکے اور جس چیز کا کہ حق تعالی ارادہ کرتا ہی البتہ واقع ہوتی ہی تخلف مراد الہی سے محال ہی کہ مستلزم عجز کو ہی اور جس چیز کے عدم وقوع کو اللہ تعالی جانتا ہی تعلق ارادے کا اوسکے ساتھ محال ہی ورنہ عجز یا جہل لازم ہو اور جائز ہی کہ امر کرے واسطے اظہار عصیان عاصی کے یا واسطے دوسری حکمت کے پس اگر خدا چاہے کہ کسی شخص کو ہدایت فرمائے کسیکی قدرت نہین ہی کہ اوسکو گمراہ کرسکے ورنہ کوئی دوسرا خدا پر غالب آوے اور اگر خدا چاہے کہ کسیکو گمراہ کرے کسیکی مجال نہین ہی کہ اوسکو ہدایت کرے قرآن مین ہی وَمَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ مخالفین مثل معتزلہ کے یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ خدا ارادہ کفر کا اور شرک کا اور معصیت کا نہین کرتا ہی بلکہ ہر مخلوق سے ارادہ اسلام و طاعت کا کرتا ہی چنانچہ امر کرتا ہی باسلام و طاعت اور جس چیز کو کہ نہین کرتا ہی کفر و معصیت سے اوسکی نسبت ارادہ نہین کرتا ہی اور کہتے ہین کہ لازم نہین ہی کہ جس چیز کا خدا ارادہ کرے وہ خواہ مخواہ واقع ہو بلکہ خدای تعالی کفار سے ارادہ ایمان کا کرتا ہی اور وہ ایمان نہین لاتے ہین اور خدا ارادہ کرتا ہی ایسی چیز کا کہ جانتا ہی نہ واقع ہوگی جیسے اسلام کافر پس غیر خدا اونکے نزدیک ایسا قادر ہی کہ گمراہ کرے جسکو کہ خدا ارادہ ہدایت کا کرے اس قسم کے مزخرفات ظاہر البطلان مستلزم العجز منافی الوہیت کے ہین اور قرآن مجید اونکے بطلان مین ناطق ہی حیث قال فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ اور حدیث نبوی ہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ اور فرمایا مَا شَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ جبکہ ظاہر ہوا کہ کفر و معصیت اور اضلال بدبختوں کا ارادہ

خدا ہی کیطرف سے ہی ثابت ہوا کہ اصلح اور لطف خدا پر واجب نہین ہی اسلیے کہ پیدا کرنا کفر و معصیت کا اور ارادہ کرنا کفر و معصیت اور ضلالت کا باتفاق مسلمانان اصلح اور لطف نہین ہی اسلیے کہ لطف عبارت ہی نزدیک کرنا بندیکا طرف طاعت کے اور بعید کرنا اوسکا معصیت سے یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید مخالفین قائل ہین کہ اصلح و لطف حق تعالی پر واجب ہی ورنہ بخل لازم آتا ہی اور یہ باطل ہی کہ الوہیت اسکے منافی ہی لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون پس کوئی چیز حق تعالی پر واجب نہین اور خالق و مکون جمیع موجودات کا جواہر سے اور اعراض سے خیر سے اور شر سے حق تعالی ہی جل شانہ ممکن نہین ہی کہ کوئی اور کسی چیز کو اشیا سے پیدا کر سکے یا کسی چیز کے پیدا کرنے مین اشیا سے کوئی اور حق تعالی کا شریک ہو یا اوسنے پیدا کرنا کسی چیز کا اشیا سے کسی مخلوق کو مخلوقات سے تفویض کیا ہو **مفوضہ** کہتے ہین کہ محمد یا محمد اور علی دونون پیدا کرنے مین حق تعالی کے شریک ہین اور حق تعالی نے دنیا کا پیدا کرنا اونکو تفویض فرمایا ہی اور معتزلہ وغیرہ کہتے ہین کہ خالق شر ابلیس ہی اور گنہگاران جن و انس قول انکا مثل قول مجوس کے ہی کہ خالق خیر کا یزدان اور خالق شر کا اہرمن ہی اسلیے حدیث صحیح مین وارد ہوا ہی القدریۃ مجوس ھذہ الامۃ چونکہ حق تعالی ہی خالق ہی ہر ایک جوہر اور ہر ایک عرض کا پس خالق ہی افعال اختیاریہ عباد کا بھی عباد اللہ کاسب افعال ہین نہ خالق اور نہ شریک خلق ہین اور جنکا کہ قول ہی کہ بندہ خالق ہی اپنے افعال اختیاریہ کا باطل ہی بدلیل قولہ تعالی واللہ خلقکم وما تعملون پس کفر و ایمان اور طاعت و عصیان اور نیکی و بدی عباد کی اوسکے ارادہ و مشیت اور حکم و تقدیر سے صادر ہوتی ہی اور وہ تعالی شانہ ایمان و طاعت اور نیکی سے راضی ہی اور کفر و معصیت سے راضی نہین چنانچہ فرماتا ہی ولا یرضی لعبادہ الکفر خواہش کرنا و پیدا کرنا اور ہی اور راضی ہونا اور **رضا** وہ ہی کہ امر کرے اور حکم دے کہ کرو اور اکثر ہوتا ہی کہ امر کرتا ہی اور نہین چاہتا ہی کہ واقع ہو بسبب کسی حکمت کے کہ اوسکو سوای حق تعالی کے دوسرا نہین جانتا اور مثال تخلف ارادہ کی حکم سے یون ہی کہ اگر مالک چاہتا ہی کہ اثبات اور اظہار اپنے غلام کے گناہ کا کیلیے اوسکو کسی کام پر مامور کرتا ہی اور نہین چاہتا ہی کہ وہ اوس کام کو کرے تو کہ عصیان اوسکا

پارہ ۲۳ سورہ صافات مولوی عبدالقادر

پارہ ۲۳ سورہ زمر مولوی عبدالقادر

ظاہر ہو جاوے اور در حقیقت فائدہ امر و نہی میں اظہار حقیقت اپنے بندون کا اور افشای مکنونات علم ازلی کا ہی کہ منکشف ہو جاوے کہ مطیع کون ہی اور عاصی کون پس باوجودیکہ ہمگی ارادے اور تقدیر آلہی سے ہی بندہ فاعل و مختار ہی اوسکو اپنے فعل مین ارادہ اور اختیار ہی جو فعل کہ اوس سے صادر ہوتے ہین بجبر و اضطرار نہین ہوتے اور ثواب و عذاب بظاہر اسی اختیار پر کہ وہ رکھتا ہی مترتب ہی یہان معنی جبر و اختیار سے واقف ہونیکی ضرورت ہی کہ حقیقت اس مسالے کی انکشاف پذیر ہو واضح ہو کہ صدور افعال آدمی کے دو نوع ہین اول یہ کہ کوئی چیز متصور اوسکی ایسی ہو کہ اوسکو مطبوع و مطلوب ہی البتہ اوسکے باطن مین شہوت و خواہش اوسکی ہوگی اور اوسکی طرف رغبت و حرکت اور اگر منافی و مخالف طبیعت ہوگی نفرت و کراہت دل مین ہوگی اور اوسکی طرف سے رجعت و حرکت پس نسبت اوسکی قبل پیدا ہونے شہوت و رغبت یا نفرت و کراہت کے فعل و ترک فعل مین برابر ہی ممکن ہی چاہے کرے یا نہ کرے خواہ اوس مرتبۂ تصور مین کرے کہ قوت فعل کی اوس سے قریب تر ہو خواہ قبل تصور کرے کہ مرتبۂ قوت فعل سے دور تر ہی اس حرکت اختیاری آدمی کو جسپر کہ فعل مترتب ہو فعل اختیاری کہتے ہین نوع دوم وہ ہی کہ تصور اور برانگیختگی شوق اور خواہش کی نہو اور حرکت بغیر میلان اور خواہش کے صادر ہو مثلاً حرکت مرتعش کی اس حرکت کو جبری اور اضطراری کہتے ہین اگر اختیار سے یہی معنی مراد ہین کہ مذکور ہوے پس انکار کرنا اختیار سے بمنزلہ اسکے ہی کہ آدمی کہے کہ آدمی نہ سماعت رکھتا ہی نہ بصارت آفرینش آدمی کی اسی پر واقع ہوئی اور طینت اوسکی یون ہی مخلوق ہی اب اگر کوئی کہے کہ تمام حرکات و افعال اوسکے قبیل نوع دوم سے ہین کسی عاقل کو اسکا انکار مقبول نہوگا لیکن اشکال تو اسمین ہی کہ بعد شامل ہونے اور محیط ہونے علم اور ارادہ ازلی کے اور قضا و تقدیر آلہی کے کیا متصور ہو سکتا ہی کہ فعل آدمی سے وجود مین نہ آئیگا اور رہ ہو سکیگا اسواسطے کہ جو خدای تعالی نے ازل مین جانا اور چاہا کہ یہ فعل بندے سے وجود مین آوے البتہ وجود مین آئیگا خواہ بی اختیار جیسا کہ حرکت اضطراری مین خواہ باختیار اگر فعل اختیاری ہی پس اختیار کرنا اور وجود مین لانا فعل کا اختیاری نہوا آدمی کو فعل مین اگرچہ اختیار ہی لیکن مبادی مین اوسکے اختیار نہین آیا ہو سکتا ہی کہ کوئی شخص چشم کشادہ ہو اور نہ دیکھے پس بعد دیکھنے اور دریافت کے جو مرئی مطبوع و مطلوب اوسکا ہی انبعاث شوق

اور خواہش لازم ہی اور بعد اسکے وجود حرکت اوس سے واجب ہر چند کہ اختیار اوسکا تھا مگر یہ اختیار اوسکے لیے
واجب و لازم ہوا اور وجوب و لزوم منافی اختیار ہی گویا آدمی اختیار رکھتا ہی لیکن اپنے اختیار مین اوسکو
اختیار نہین کسیکا قول ہی مُخْتَارٌ فِي فِعْلِهٖ وَمَجْبُوْرٌ فِي اخْتِيَارِهٖ[ل] اسکو دوسری عبارت مین یون کہہ سکتے ہین
اِخْتِيَارٌ بِالصُّوْرَةِ وَجَبْرٌ بِالْمَعْنٰى[ع] اور حقیقت اس مسائلہ قضا و قدر کی با قول باختیار بندہ مقام حیرت اور مقام
اقرار عجز و سکوت ہی اور مرجع اور مآل متکلمین کا اس مقام مین یہ آیت ہی کہ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ[م]
اور ہنوز ایسے موقف پر توقف مناسب نہین بلکہ سوای اسکے ایک سر غامض اور ہی اور وہ قول امام ابو حنیفہ
رحمۃ اللہ علیہ کا ہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہی کہ فرمایا پوچھا مین نے امام ابو عبد اللہ جعفر صادق
رضی اللہ عنہ سے کہ ای ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آیا حق تعالی نے سپرد کیا ہی کام پیدا کرنے
افعال کا بندون کو امام رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اللہ تعالی بزرگتر ہی کہ سپرد کرے ربوبیت بندون کو پس کہا
مین نے آیا جبر کرتا ہی بندون پر اوپر اوسکے جواب دیا خدای تعالی عادل تر ہی اس سے کہ جبر کرے بندون پر
اوپر اوسکے پس کہا مین نے کیونکر ہی حقیقت حال فرمایا بین بین لَا جَبْرٌ وَّلَا تَفْوِيْضٌ وَّلَا كُرْهٌ وَّلَا تَسْلِيْطٌ[ع]
بیان بالا سے ظاہر ہی کہ حقیقت کار امر متوسط ہی درمیان جبر و قدر کے جبر مذہب جبریون کا ہی اور قدر مذہب
قدریون کا جبری قائل ہین کہ آدمی کو اصلا اختیار نہین اوسکی حرکت مثل حرکت جمادات ہی اور قدری کہتے
ہین کہ آدمی مختار کل ہی اپنے کاروبار مین مستقل ہی اور اپنے افعال کا آپ خالق پس فرمایا کہ یہ دونون مذہب
باطل ہین اور یہ افراط و تفریط ہی مذہب حق توسط ہی درمیان دونون کے لیکن عقل اس امر متوسط کے
ادراک مین حیران ہی حقیقت مین حیرانی اونکو ہی جو معتقدات مین بحث و جدال کرتے ہین اور اونکو دلائل عقلی سے
ثابت کرتے ہین جبتک کوئی امر عقلا راست نہو اور معقول نہ ٹھیرے تصدیق نہین کرتے اور اوسپر ایمان
نہین لاتے لیکن اہل ایمان کے نزدیک دلیل قطعی اس مدعا کی شریعت قرآن ہی ناطق ہی اسپر کہ ہمگی اوسکی قدرت
و ارادے سے ہی با اینہمہ طاعت و عصیان کو حق تعالی نے بندے کی طرف منسوب کیا ہی اور فرمایا خدا ہرگز ظلم
نہین کرتا بلکہ انھون نے آپ اپنے اوپر ظلم کیا حیث قال وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
يَظْلِمُوْنَ[ه] اور فرمایا وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ[ف] ان دونون سے ثابت ہوتا ہی کہ خلق کو حق تعالی نے

[ل] اپنے فعل مین مختار ہی اور اپنے اختیار مین مجبور ہی
[ع] ظاہر مین اختیار ہی حقیقت مین مجبوری ۱۲
[م] اوس سے پوچھا نہ جاوے جو وہ کرے اور اون سے پوچھا جاوے ۱۲ مولوی عبد القادر رح
[ع] نہ جبر ہی نہ سپرد کرنا نہ بیگانگی نہ زور زبردستی ۱۲
[ه] اور اللہ ایسا نہ تھا کہ اونپر ظلم کرے پر تھے وہ اپنا آپ برا کرتے ۱۲ سورہ عنکبوت پارہ ۲۱ مولوی عبد القادر رح
[ف] اور اللہ نے بنایا تمکو اور جو تم بناتے ہو ۱۲ سورہ والصافات پارہ ۲۳ مولوی عبد القادر رح

اپنی طرف نسبت کیا اور عمل کو بندے کی طرف منسوب فرمایا پس البتہ ایمان لانا چاہیے کہ دونون باتین
حق ہین اور اسی کا معتقد ہونا چاہیے کہ خلق خدا سے ہی اور عمل بندے سے گو اسکی کُنہ کو ہم نہ پہنچین اور ثبوت
شریعت اور امر و نہی نیز فرع اختیار کی ہی لہذا قائل ہونا اوسکا ہمکو ضروریات سے ہوا ہمکو جو مسالہ قضا و
قدر بغیر شارع سے معلوم نہوا اور مسالہ اختیار بھی اوسی شارع سے معلوم ہوا درحالیکہ دونون شارع سے معلوم
ہوئے پس بہرکیف بحث و جدال کی ضرورت نہ رہی دونون پر ایمان لانا چاہیے اور اعتقاد امر متوسط
لازم ہوگیا اور فی الحقیقۃ اس مسالے مین خوض کرنا علامت جہالت و بطالت ہی کوئی عمل اس بحث پر
موقوف و منحصر نہین ہی اپنے کام سے کام رہے اور حقیقت حال کو عند اللہ حوالہ کرنا چاہیے اِعْمَلُوْا فَکُلٌّ
مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَہٗ شارع سے خبر سننے کے بعد بھی اگر خلجان رہے فکر ایمان کی زیادہ کرنا چاہیے حقیقت
مین ایمان تحقیقی وہی ہی کہ جو شارع سے مسموع ہوا اوسکی تصدیق کرنا چاہیے اور جو ایمان کو اپنی عقل کے
حکم پر موقوف رکھا پس درحقیقت ایمان اپنے اوپر ہوا نہ خدا پر اس مسالے کے اثبات مین اسیقدر کافی تھا
مگر چونکہ اس مسالے کی تفتیش اکثر یہ ہی لہذا طول اختیار کیا واللہ المصیب اور بدٔ حق تعالی پر جائز
نہین ہی اسلیے کہ محال ہی کہ ظاہر ہووے اللہ تعالی پر وہ چیز کہ پہلے سے اوسپر ظاہر نتھی جس طرح کہ آدمی مین
تبدیل رای ہوتی ہی کیونکہ یہ بات مستلزم جہل و نقص کو ہی تعالی اللہ عن النقائص اور بدائیہ
وغیرہ کہ قائل بدٔ کے ہین دلیل لاتے ہین بقولہ تعالی یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ اور دلیل لاتے ہین
بہ نسخ کہ اہل سنت اسمین شریک ہین اور کہتے ہین بنای نسخ ظہور ایسی مصلحت پر ہی کہ پہلے سے ظاہر نتھی
ورنہ عبث لازم ہو اور یہ نقص ہی جواب یہ ہی کہ مراد محو و اثبات سے دور کرنا ایک شی کا ہی اور لانا دوسری کا بجای اوسکے
جیسے دور کرنا شب کا اور لانا بجاے اوسکے دن کو یا مراد محو و اثبات سے نسخ ہی اور نسخ کے معنی حادث ہونا
مصلحت معلوم قدیم کا ہی بموجب اقتضای وقت کے جیسے کہ ابتدای اسلام مین ترک قتال مصلحت تھا
اسلیے آیت لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ نازل ہوئی اور بعد قوت اسلام کے مصلحت قتال مین پیدا ہوئی
حکم ہوا فَاقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ الحاصل بدٔ اجائز نہین خدا کی طرف نسبت جہل کی کرنا کفر ہی
اور حق تعالی کے لیے اسماء حسنی ہین هُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا هُوَ الْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ الی آخر ما ذکر

فِی الْقُرْاٰنِ وَالْحَدِیْثِ اور جائز ہی کہ حق تعالی کے اور بھی اسمای صفات ہوون کہ ہمکو اونکا علم نہین اجمالاً
ہی کہسکتے ہین کہ جملہ کمالات اور صفات کے ساتھ وہ تعالی موصوف ہی حدیث صحیح مین رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے وارد ہی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ سَمَّیْتَ بِهٖ نَفْسَكَ وَاَنْزَلْتَهٗ
فِیْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَكَ لیکن ہمکو
اطلاق کسی اسم یا صفت کا حق تعالی پر جو شرع مین وارد نہین ہی جائز نہین لِاحْتِمَالِ الْخَطَأِ
اور اس امر مین کہ صفات الٰہی زائد ہین ذات حق تعالی پر جیسا کہ متکلمین کا قول ہی اور کلام الٰہی اور کلام
حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے بھی متبادر ہی اسلیے کہ حمل مشتق بدون قائم ہونے
ماخذ اشتقاق کے علمای عربیت جائز نہین رکھتے اور اشعری کا قول ہی لا عین ولا غیر جو مراد لا عین سے
ہی زائد ہی ذات پر اور غیر سے عدم انفکاک ذات سے پس قول اشعری کا بھی راجع ہی طرف قول سائر متکلمین
کے یا یہ کہ صفات عین ذات ہین جیسا کہ حکما اور معتزلہ کا قول ہی ہمکو بحث کرنا ضرور نہین کہ شرع سے ہم
اوسپر مکلف نہین حق تعالی نہ جسم ہی نہ جوہر ہی یعنی جزء لا یتجزا اور نہ عرض ہی یعنی قائم بالغیر اور نہ
مکان مین نہ جہت مین نہ مرکب ہی نہ متصف ہی بکیفیات نفسانی مثل بھوک پیاس رنج و راحت وغیرہا کے
لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَّهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ قرب بندیکا حق سے اور معیت اوسکی کہ نصوص سے ثابت
ہوتی ہی قربت اور معیت بیچون کی ہی حیثیت رتبہ یا صحبت یا مانند اوسکے قرب و معیت مکانی نہین ہی اور
یہ قرب و معیت دو قسم کی ہی ایک عام کہ جمیع مخلوقات سے متعلق ہی اور مدلول اوسکا قولہ تعالی ہی وَنَحْنُ
اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَمَا كُنْتُمْ اور ایک خاص ہی خواص مخلوقات سے
کہ مدلول قولہ تعالی ہی وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ اور عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍ اور حدیث
قدسی مین وارد ہی لَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ الحدیث
اس قرب ثانی کے درجات غیر متناہی متفاوت ہین کہ مدلول کلمہ لا یزال کا ہی بخلاف قرب یعنی اول کے
یہ دونون قرب اشتراک لفظی تو رکھتے ہین مگر معنی مین اختلاف توضیح اس مقال کی جو بعض کبرای محققین سے
تحقیق کو پہنچی یون ہی کہ احاطہ حق سبحانہ کا اور معیت اوسکے اشیا کے ساتھ دو طرح پر ہی ایک

ذاتی دوسری صفاتی پس معیت ذاتی بھی دو قسم ہے اول معیت ذات با جمیع ذرات موجودات بی کم و کیف
برسبیل عموم کما قال اللہ تعالی واللہ بکل شئ محیط دوم معیت ذاتی مختص بخواص مقربان کما
قال اللہ تعالی لا تحزن ان اللہ معنا وقال اللہ تعالی ان اللہ لمع المحسنین اور معیت صفاتی معیت ہے بحسب
علم و قدرت و سائر صفات حضرت الوہیت کما قال اللہ تعالی وقد احاط بکل شئ علما وقال اللہ تعالی
ان اللہ علی کل شئ قدیر اور مذکورہ بالا دو قسمین قرب و معیت ذاتی کی ہین واللہ اعلم و علمہ اتم
استوای حق تعالی عرش پر اور اسیطرح ید و وجہ و ساق و قدم کہ قرآن و حدیث اسپر ناطق ہین قال اللہ تعالی
الرحمن علی العرش استوی وید اللہ فوق ایدیہم ویبقی وجہ ربک ویوم یکشف عن ساق بحر متواتر
اور اجماع سلف سے ہمکو پونہچا ہی کہ یہ الفاظ اپنی معانی ظاہری پر محمول نہین ہین متاخرین نے راہ تاویل اختیار
کی ہی کہ مراد استوا سے استیلا اور ید سے قدرت اور وجہ سے ذات ہی و علی ہذا لیکن مختار قول متقدمین کا ہی کہ
لا یعلم تاویلہ الا اللہ اور سلف نے اس مقام مین کہا ہی الاستواء معلوم والکیف مجہول والایمان
بہ واجب والسؤال عنہ بدعۃ کسیکا قول ہی ؎ ورب العرش فوق العرش لکن بلا وصف التمکن
والتصال + مراد الٰہی پر ایمان لانا چاہیے اور انکی تاویلات سے سکوت اولی ہی ہان اگر ہوا فق کشف و الہام اولیا
امت کے عالم مثال ثابت کیا جاے البتہ اکثر آیات قرآنی کا محمل بہم پہونچ سکتا ہی اور اسیطرح احادیث
نبوی کا صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ وسلم اور جائز نہین کہ حق تعالی متصف ہو بلذات عقلی جیسا کہ مخالف کہتے
ہین کیونکہ اگر ایسا ہو تو لازم آتا ہی کہ عدم امتثال کفار سے چاہیے کہ متالم بھی ہو نعوذ باللہ منہا اور نہین جائز ہی کہ
حق تعالی حلول کرے اپنے غیر مین یا متحد ہو اپنے غیر کے ساتھہ اور مخالف حلول کے علی مین اور غیر علی مین قائل
ہین اور دعوی کرتے ہین کہ صوفیہ اہل سنت و جماعت کے بھی حلول کے قائل ہین غیر اپنے مین اور اتحاد
بالغیر کے بھی قائل ہین نعوذ باللہ منہا یہ افترای محض ہی حضرات صوفیہ پر اور بسبب عدم اطلاع کا ہی اونکے
مدعا پر قاتلہم اللہ انی یوفکون بلکہ توحید و اتحاد کہ صوفیہ وجودیہ اوسکے قائل ہین یہ معنی اوسکے یہ ہین کہ
حق تعالی خارج مین موجود ہی نہ غیر اور سب کی نفی کرتے ہین ممکنات سے وجود ممکنات کے مرتبہ وہم مین البتہ
قائل ہین قال الشیخ الاکبر الاعیان ما شمت رائحۃ الوجود وجود ممکن کہ بعد عدم مرتبہ وہم مین

صورت پذیر ہو اس سے وحدت وجود حقیقی مین جل شانہ کوئی تغیر راہ نہین پا سکتا ہی ھُوَ الْآنَ کَمَا کَانَ
اور یہ توحید کہ عبارت نفی وجود ممکنات سے ہی خواہ شہودی ہو کہ بسبب غلبہ محبت محبوب حقیقی کے غیر محبوب نظر
عاشق سے مختفی ہو گیا ہو اور سوای واحد حقیقی کے اوسکی نظر مین کچھہ باقی نرہا ہو گو درحقیقت وجود غیر منتفی نہوا ہو
باوجودیکہ حقیقت مین غیر او تعالی موجود نہو یہ امر کسیطرح حلول و اتحاد او تعالی سے غیر اپنے مین خبر نہین دیتا ہی
اور فنا اور بقا اور اضمحلال ذات وصفات صوفی کا ذات حق تعالی مین کہ صوفیہ اوسکے قائل ہین یہ تمام مراتب
علم مین کہتے ہین نہ خارج مین اونکا قول ہی رباعی تابندہ زخود فانی مطلق نشود ✤ توحید بنزد او محقق نشود ✤
توحید حلول نیست نابودن تست ✤ ورنہ بگذاف آدمی حق نشود ✤ اور امر تحقیقی یہ ہی کہ ریاضات ومجاہدات
اور صحبت شیخ کامل سے بلکہ محض بفضل الٰہی صوفی ایسی حالت کو پہونچ جاتا ہی کہ اوسکو آگاہی دائمی حق سے
اور نسیان وجود اور توابع وجود اپنے سے حاصل ہو جاتا ہی البتہ ایسے وقت مین علوم ومعارف علیہ عشق
ومحبت مین منکشف ہوتے ہین اور ایسے ہی وقت مین اونکو حق تعالی قدرت غیر قدرت سابق اور علوم
غیر علوم سابق اور مثل انکے کہ موجب خرق عادت ہو عنایت فرماتا ہی چنانچہ صحابہ اور اولیای امت سے بدرجہ
تواتر پہونچی کہ انکار اونکی نسبت نہین ہو سکتا ہی اور ایسے ہی اوقات مین مصداق حدیث نبوی صلی اللہ
علیہ وآلہ وصحبہ وسلم صحیح ہوتا ہی لَا یَزَالُ عَبْدِی یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہُ فَاِذَا اَحْبَبْتُہُ
کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِی یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِی یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِی یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِی یَمْشِی بِھَا
یہ حدیث مجاز پر محمول ہی مثل قولہ تعالی خَلَقْتُ بِیَدَیَّ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ ومانند آن اور
رویت حق تعالی کی امکانی ہی لیکن دخول جنت سے اول واقع نہوگی بعد دخول جنت کے مسلمان البتہ
حق تعالی کی رویت سے مشرف ہونگے نہ مکان مین نہ جہت مین بلا اتصال شعاع رائی کے اور بلا ثبوت
مسافت درمیان رائی ومرئی کے کہ دلائل قطعیہ سمعیہ سے ثابت ہی قال اللہ تعالی وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ
نَّاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ اور حدیث متواتر صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم مین وارد ہی اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ
یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ کَمَا تَرَوْنَ الْقَمَرَ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ سلف کا اجماع اسپر ہو گیا ہی کہ یہ آیت اور مثل اسکے اپنے ظاہر پر
محمول ہین چنانچہ تفسیر قولہ تعالی لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ مین خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ

وصحبہ وسلم نے فرمایا اَلزِّیَادَۃُ اَلرُّؤْیَۃُ یہ حدیث علی وحسن اور محمد باقر رضی اللہ عنہم سے مرفوعا وموقوفا
مروی ہی اخبار صحیح اور صریح مثبت رویت کے بہت ہین اور درجہ تواتر کو پہنچے ہین معتزلہ انکار رویت کا
کرتے ہین اور کہتے ہین کہ رویت کے لیے شرائط درکار ہین سلامتی حاسّے کی ہونا مرئی کا جسم دار وکثیف
ثابت ہونا مسافت متوسطہ کا درمیان رائی ومرئی کے ثابت ہونا مقابلے کا اور نہونا حجاب کا
اور کہتے ہین کہ رویت بدون مکان اور بدون جہت کے یعنی بغیر ان شرائط مذکورہ بالا کے محال ہے اور
حجت لاتے ہین سمعیات سے قولہ تعالی لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ اور قولہ تعالی لَنْ تَرَانِیْ **جواب** یہ ہے کہ
یہ قیاس غائب کا ہی شاہد پر اور یہ شرطین کہ مذکور ہوئین عادی ہین بمثل عادۃ اللہ بخلق اور رویت بعد ان
شرائط کے جاری ہوئی درحقیقت بجز وجود رائی ومرئی کے کوئی اور شرط نہین ہے اور اگر یہ شرطین رویت کے لیے
لازمی ٹھیرین توچاہیے کہ رویت الٰہی سے نسبت ممکنات کے بھی انکار کرین کہ حق تعالی جہات سے منزہ ہے
اور اتصال شعاع کا اور مسافت متوسطہ کا درمیان رائی ومرئی کے متصور نہین اور حق تعالی جسطرح اجسام
کثیفہ کا بصیر ہے علی ہذا اجسام لطیفہ اور ارواح کا بھی بصیر ہی اور جو رویت الٰہی بنسبت ممکن بدون
بعضے شرائط مذکورہ ثابت ہوئی پس رویت بندے کی خالق کو بھی بانتفای شرائط دیگر جائز ہو سکتی ہی کما لا یخفی
اور ادراک عبارت ہی وقوف سے بجوانب مرئی اور اوسکے حدود کے پس نفی ادراک مستلزم نفی رویت نہین
اور لا تدرکہ الابصار مین سلب عموم ہے نہ عموم سلب اور بیشک بعضے ابصار ادراک حق نہین کرتے ہین
اور قولہ تعالی لن ترانی مین بمقتضای جریان عادت الٰہی خطاب نفی کا ہی حضرت موسٰی کیطرف رویت مسؤلہ
حضرت موسی سے نہ بلحاظ نفی امکان رویت بلکہ قصہ سوال حضرت موسی علیہ السلام نسبت رویت کے
ہمارے لیے حجت ہی بجواز رویت اسلیے کہ انبیا اعرف بحق ہین اگر رویت قبیل محالات سے ہوتی توسوال
حضرت موسی کا مشعر غفلت تھا مسائل دینی سے اور ایسی غفلت حضرات انبیا علیہم السلام سے محال ہے
اور اگر حضرت موسی رویت الٰہی کو محال جانکر سوال کرتے توسفہ لازم آتا اور سفہ سے انبیا منزہ ہین چنانچہ
حضرت موسی علیہ السلام نے جواب مین اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا کے کہا تھا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ
اور حضرت نوح علیہ السلام نے کہا تھا اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ پس درحالیکہ شارع سے

ہمکو خبر ملی اعتقاد اوسپر واجب ہوا اور کیفیت اوسکی خدا ہی جانتا ہی بعض کتب مین وارد ہی کہ ملائکہ کو رویت
نہو گی مگر جبرئیل علیہ السلام کو تمام عمر مین ایکبار اور جن بھی رویت سے مشرف نہونگے لیکن ملا جلال الدین
سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسائل مین تحقیق کی ہی کہ یہ سخن صحیح نہین ہی اسلیے کہ ابو الحسن اشعری
نے جنکو اہل سنت و جماعت نے امام اور رئیس گردانا ہی اپنی کتاب مین تصریح کی ہی کہ ملائکہ کو بہشت مین
رویت ہوگی اور امام بیہقی نے بھی اسکی طرف تنصیص کی ہی اور احادیث نقل کی ہین اور ایمہ متاخرین
نے بھی اسکو ذکر کیا ہی البتہ جن کو اگر منع کرین مضایقہ نہین کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ او نیز دیگر
ایمہ اس طرف گئے ہین کہ جن کو ثواب نہوا اور نہ بہشت مین داخل ہون نہایت یہ کہ آتش دوزخ سے نجات
ہوا اور باین فضل حق تعالی وسیع تر ہی چاہے کسیوقت اس نعمت سے مشرف فرمائے گو ہر روز اور ہر جمعہ کو
مثل آدمیون کے نہو اور رویت نسا مین بھی اختلاف ہی حق یہ ہی کہ عورتین مثل ایام عید کے دنیا مین کہ ایام
بار عام کے ہین شرف رویت سے مشرف ہونگی نہ مثل خواص مومنین کے ہر صبح و شام اور نہ مثل عام مومنین کے
ہر جمعہ کو کہ ورود احادیث کا اسی طرح پر ہی ما حصل کلام ملا جلال الدین سیوطی کا تمام ہوا اور مولانا عبد الحق
محدث دہلوی کا قول ہی کہ نسا عام مومنین مین شامل ہین جس طرح ملائکہ اور جن پس تمام اس بشارت مین
شامل ہین غایت یہ کہ اس کرامت کے لیے آدمی ہی خاص ہون اور جن و ملائکہ نہون لیکن اگر کوئی دلیل
اسکے لیے پیدا ہو تو کچھ بھی شبہہ نرہے مگر اخراج نسا جائز نہین اور کیونکر ہو سکتا ہی کہ فاطمہ زہرا اور خدیجہ
کبری اور عائشہ صدیقہ اور اور نسای اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم اور مریم اور آسیہ کہ سیدات
نسای عالم ہین اور اکثر آدمیون سے کامل تر اور عارف تر ہین دیدار حق تعالی سے محروم رہین اور عام مردون
سے اس نعمت و کرامت مین کمتر ٹھیرین بلکہ اگر اونکو عام مومنات سے جنکی نسبت گاہ گاہ دیدار سے مشرف
ہونا مثل ایام عید کے کہ مذکور ہوا قول سیوطی مین مستثنی کرین گنجایش ہی اور یہ قول کہ عورتین جنت مین
مَقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ ہونگی ضعیف ہی اور چونکہ دو صیغون جمع مذکر مین وارد ہوا ہی تَحِيَّةُ الْمُؤْمِنُونَ
وَأَنْتُمْ تَسْتَرُونَ رَبَّكُمْ ان سے معنی کثرت رویت کے مستفاد ہوتے ہین انتہی اور سیوطی کا قول ہی کہ
تحقیقات او تفصیلات رویت کی کہ مذکور ہوئین بعد داخل ہونے جنت کے ہین ورنہ اپنے موقف مین خصوصیت

نہین ہی سب برابر ہین کفار اور منافقین سبکو ہوگی مگر بصفت قہر و جلال اور بعد اسکے کفار سے حجاب ہوگا
کہ حسرت و عذاب زیادہ ہو اور خواب کی رویت مین بھی اختلاف ہی اور صحیح جواز ہی اور سلف صالح
سے روایتین منقول ہین چنانچہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مین نے خدا کو خواب مین دیکھا
اور پوچھا ای رب افضل عبادات سے تیری جناب مین کونسی عبادت ہی خطاب ہوا تلاوت قرآن مجید
اور حضرت امام اعظم رح سے نقل ہی کہ سو بار مین نے حق تعالی کو خواب مین دیکھا اور ابن سیرین کہ اکابر
تابعین اور پیشوای علمای تعبیر خواب سے ہین اونکا قول ہی کہ جو شخص حق تعالی کو خواب مین دیکھے
داخل بہشت ہو اور غم و اندوہ سے نجات پائے یہ درحقیقت مشاہدۂ قلبی ہی نہ بصری اور جو بصر سے
مشاہدہ کرے وہ مثال دیکھے نہ مثل کہ حق تعالی کا مثل نہین ہی ولیکن مثال ہی کہ مثل اور چیز ہی اور
مثال اور چیز مثل اور مثال باخود مغایر ہین مثل مساوی جمیع صفات کو کہتے ہین اور مثال مین مساوات
جمیع صفات کی شرط نہین ہی مثلاً عقل کہ آفتاب سے جمیع صفات مین مثل نہین باوجود اسکے
آفتاب کو مثال عقل بولتے ہین اس مناسبت سے کہ جس طرح محسوسات نور آفتاب سے منکشف
ہوتے ہین اسی طرح معقولات عقل سے منکشف ہوتے ہین پس اسیقدر مناسبت مثال ہونے کیلیے
کافی ہی اور جس طرح بادشاہ کو آفتاب سے تمثیل دیتے ہین اور وزیر کو ماہ سے اگر آفتاب کو خواب مین
دیکھے تعبیر اوسکی یہ ہی کہ بادشاہ کو پائیگا اور اگر ماہ کو دیکھے تعبیر اوسکی دریافت وزیر ہوگی اور حق تعالی
نے فرمایا ہی مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اب ظاہر ہی کہ او تعالی منزہ ہی مصباح اور زجاجہ اور
مشکوٰۃ اور شجرہ اور زیت سے کہ مثل اوسکے ہو اور قرآن مجید کی تمثیل حبل سے فرمائی ہی ظاہر ہی کہ حبل
مثل قرآن نہین ہی بلکہ ایک مثال اوسکی ہی اور خواب عالم مثال ہی اور یہی کیفیت رویت سرور عالم
فخر بنی آدم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی ہی تفصیل و بسط اس مقال کی کتب امام غزالی رحمۃ
اللہ علیہ سے معلوم ہوسکتی ہی فلیطلب جواز رویت مین حق تعالی کی دنیا مین اور بیداری مین اور بصر سے
دو قول ہین اوستاد ابو القاسم قشیری صاحب رسالہ فرماتے ہین کہ قول صحیح عدم جواز ہی یہ قول
جواز اور امکان سے خبر دیتا ہی لیکن عدم وقوع اور نہ محقق ہونا اوسکا کسیکو سوای رسول اللہ صلی اللہ

[illegible]

علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے شب معراج مین متفق علیہ ہی اور اجماع محدثین اور فقہا اور متکلمین اور مشایخ طریقت کا اسی پر ہی کہ اولیا کو رویت مذکورہ حاصل نہین ہی صاحب تعرف کا قول ہی کہ ہم کسیکو مشایخ سے ایسا نہین جانتے ہین کہ اوسنے اسکا دعوی کیا ہو اور کسی سے اسکی صحت پونہچی ہو مگر جہلا جنکو کوئی جانتا نہین اور مشایخ کو اسکے مدعی کی تکذیب و تضلیل پر اتفاق ہی اور کہتے ہین کہ اسکا دعوی علامت عدم معرفت حق ہی بلکہ مدعی اسکا درحقیقت خدا شناس نہین اور شیخ علاء الدین قونوی نے شرح تعرف مین لکھا ہی کہ اگر کسی معتبر سے نقل اسکی صحت کو پونہچے اوسکی تاویل کرنا چاہیے اور تفسیر کواشی مین مذکور ہی کہ معتقد رویت آلہی کا بالخصوص آنکھ سے سوای سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے قابل تسلیم نہین اور اردبیلی نے کتاب انوار فقہ شافعی مین لکھا ہی کہ جو شخص یہ کہے کہ مین نے خدا کو دنیا مین بالاعیان دیکھا اور اوس سے بالمشافہ کلام کیا کافر ہوا اور عقیدہ منظومہ مین ہی ؎ وَمَنْ قَالَ فِي الدُّنْيَا يَرَاهُ بِعَيْنِهِ ✦ فَذَلِكَ زِنْدِيقٌ طَغَى وَتَمَرَّدَا ✦ وَخَالَفَ كُتُبَ اللّٰهِ وَالرُّسُلَ كُلَّهَا ✦ وَزَاغَ عَنِ الشَّرْعِ الشَّرِيفِ وَأَبْعَدَا ✦ وَذَلِكَ مَنْ قَالَ فِيهِ إِلٰهُنَا ✦ يَرَى وَجْهَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَسْوَدَا ✦ اہل سنت کا اعتقاد ہی کہ حق تعالی نے اصلاح معاد و معاش کے لیے محض از راہ تفضل جنس بشر سے انبیا و رسل کو واسطے پیغمبری کے بھیجا کہ آدمیون کو معرفت آلہی سے کہ عقل اوسکی ادراک سے عاجز ہی آگاہ و مطلع کرین اور احکام آلہی سے بہ نسبت واجب و مندوب اور حرام و مکروہ و مباح کے خبردار کرین اور عدد انبیا و رسل کا دلیل قطعی سے ثابت نہین ہی عدد رسل تین سو تیرہ کو اور عدد انبیا کا ایک لاکھ چوبیس ہزار کو پونہچا ہی اور ایک روایت مین دو لاکھ چوبیس ہزار وارد ہین لیکن ایمان لانے مین رسل اور انبیا پر عدد کا لحاظ نکرنا چاہیے کہ کفر بہ نسبت بعض پیغمبرون کے اور اقرار نبوت بہ نسبت بعض کے کہ پیغمبر نہین ہین عائد نہو پس عدد سے درگذر کرکے انبیا سے وہ جنکا ذکر قرآن مین وارد ہوا یا متواتر حدیث سے ثابت ہوا بصراحت اونکی نبوت پر اقرار کرنا چاہیے اور جنکا ذکر متواترات مین نہین ہی اونکی نبوت سے نہ اقرار کرنا چاہیے نہ انکار اول انبیا مین حضرت آدم علیہ السلام ہین اور آخر سب کے حضرت سرور عالم فخر بنی آدم محمد

صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم ہین کہ مبعوث ہوئے ہین واسطے کافۂ انام کے قال اللہ تعالی
وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا اور شریعت آنسرور عالم صلی اللہ علیہ
وسلم کی مؤبد ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم خاتم پیغمبران ہین بعد حضرت کے
کوئی پیغمبر نہ آیا اور نہ آویگا شریک اونکا نبوت مین اونکے زمانے مین کوئی تھا قال اللہ تعالی
وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اور حضرت عیسی علیہ السلام کہ نازل ہونگے مگر بعنوان
رسالت نازل نہونگے بلکہ تابع دین محمدی ہونگے صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم واضح ہو
کہ لفظ نبی اوس شخص پر اطلاق کیا جاتا ہی کہ وحی اوسپر آتی ہو اور حق تعالی نے اوسکو واسطے
تبلیغ احکام کے طرف خلق کے بھیجا ہو ہونا کتاب کا اوسکے لیے شرط نہین بخلاف رسول کے
کہ اوسکے لیے شرط ہی پس خلق کو اوسپر ایمان لانا اور تصدیق اوسکی واجب ہی اور تکذیب
اوسکی کفر ہی اور جس کسی نے خلق مین سے کسی ایک کی بھی پیغمبرون سے تصدیق نکی وہ کافر ہی
بقولہ تعالی اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ
وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ
اور نبی کے لیے جدید کتاب اور جدید شریعت شرط نہین ہی اور نسخ جمیع احکام پیغمبر اول کا یا بعض کا
شرط نہین ہی عصمت شرط نبوت ہی اور مطاع ہونا اوسکا لوازمات نبوت سے ہی اور ظاہر ہی کہ
بشر سے جو شخص باین صفات متصف ہوگا اوس شخص سے جسمین یہ صفات نہون افضل
ہوگا لہذا اہل سنت وجماعت کا یہ قول ہی بلکہ اکثر فرقے اسلام کے قائل ہین اس امر کے کہ
انبیا ورسل افضل خلائق ہین اور نزدیک خدا کے محبوب ترین خلائق اور سوای نبی کے کوئی
کسیوقت مین ادنی درجہ پیغمبر کو نہین پہونچ سکتا ہی پس تقدم وتفوق کا انبیا سے کیونکر احتمال
ہوسکتا ہی اور وحی مین رویت ملک کی شرط نہین ہی قال اللہ تعالی وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ

اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِہٖ مَا یَشَآءُ اور نیز انبیا
معصوم ہین معاصی سے کبائر ہون یا صغائر عمدًا ہون یا خطأً اور اسی پر اجماع ہی اعظم مشایخ حنفیہ کا
ابواسحٰق اسفرانی اور ابوالفتح اور قاضی عیاض اور سبکی سب اسی پر متفق ہین اور ایک جماعت
مالکیہ بھی بعضون نے کہا ہی کہ صادر ہونا صغائر کا بہ ندرت پیش از وحی جائز ہی حق یہ ہی کہ انبیا کفر و
معصیت سے معصوم مطلق ہین بقولہ تعالیٰ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ والمذنب ظالم لما لا یخفی
اور فقیر کے نزدیک ایک سر غامض اور اس مقام پر قابل اظہار ہی وہ یہ کہ عصمت انبیا علیہم السلام کی
اگرچہ بنص صریح کتاب ثابت نہین بلکہ بادی النظر مین بخلاف عصمت ظاہر ہوتا ہی کہ مدلول
قولہ تعالیٰ عَصٰٓی اٰدَمُ رَبَّہٗ وقولہ تعالیٰ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِکَ وقولہ تعالیٰ لِیَسْتَغْفِرَ اللّٰہُ
مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ ظاہر الدلالۃ ہی اور مدلول حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ و
صحبہ وسلم اِنَّہٗ لَمْ یَکْذِبْ اِلَّا ثَلٰثَ کَذَبَاتٍ سے بھی بالبداہۃ اسی قسم کے معنی مستفاد
ہوتے ہین مگر امر تحقیقی یہ ہی کہ وہ معاصی جنپر عام مکلفین مواخذہ طلب مین زنہار حضرات انبیا
علیہم السلام سے صادر نہین ہوتے اور نہ وہ معاصی ممکن الصدور ہین اسواسطے کہ اصل فطرت
حضرات انبیا علیہم السلام کی ایسے مادۂ فاضلہ اور جوہر علیہ سے واقع ہوئی ہی کہ صدور ایسے معاصی کا
جنپر عام مکلفین کی نسبت وعید وارد ہی ناممکن ہی اور عطا ہونا ایسے مادۂ فاضلہ اور جوہر علیہ کا
امر وہبی ہی اصل فطرت مین نہ کسبی ورنہ کوئی تو نوع بشر سے بحالت اکتساب ترقی کرتے ہوے
مدارج کمال مین اونکے رتبے کو پہونچتا اِذْ لَیْسَ فَلَیْسَ یہان ایک شبہہ وارد ہوتا ہی وہ یہ ہی
کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم مین وارد ہی عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ
پس حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ متصاعد ہوتے ہوے مدارج کمال مین رتبۂ انبیای بنی اسرائیل
کو نہین پہونچے تو مصداق اس حدیث کے کیونکر ہوئے **جواب** یہ ہی کہ یہان کاف بمعنی مثل نہین
بلکہ بمعنی مثال ہی اور مثل اور مثال کا فرق فقیر اوپر بیان کر چکا ہی فتامل اور فقیر کے نزدیک
تو حضرات انبیا علیہم السلام معصوم ہین نسیان ذکر الٰہی سے بھی جیسا کہ حضرات صوفیہ علیہ کا

عقیدہ ہی اور جن معاصی کی نسبت طرف انبیای کرام علیہم السلام کے آیات قرآنیہ مین ہو مراد اوس سے
وہ زلات ہین جو عامۂ مکلفین کے لیے معاصی نہین ہین بلکہ اگر وہ افعال غیر انبیا سے صادر ہون
تو مستوجب ثواب ہون نہ مستلزم عقاب اور یہ مطلب ہی اس قول کا حسنات الابرار سیئات
المقربین واللہ اعلم بعبادہ اتم اور ملائکہ کے حق مین او تعالی فرماتا ہی لا یعصون اللہ ما
امرہم ویفعلون ما یؤمرون اس سے عصمت ملائکہ کی ثابت ہوتی ہی اور انبیا بالاتفاق
ملائکہ سے افضل ہین پس البتہ معصوم ہین اور ظاہر ہی کہ ارسال رسل اسلیے ہی کہ پیام خدا کا بندون کو
پونہچاوین اور بندے اونکی تقلید و اتباع کرین چنانچہ او تعالی فرماتا ہی ما اتاکم الرسول فخذوہ
وما نہاکم عنہ فانتہوا پس اگر انبیا سے ظہور معصیت جائز ٹھیرے درینصورت وہ قابل اتباع
کیونکر ہوسکتے ہین اور اخبار اونکے لائق وثوق کس طرح ہوسکتے ہین قال اللہ تعالی ان جاءکم فاسق
بنبأ فتبینوا وفی قراءۃ فتثبتوا یعنی فاسق کی خبر پر بغیر تحقیق کے اعتبار مت کرو اور نیز اخبار آحاد
مفید علم نہین کہ احتمال کذب وخطا کا فہم وضبط مین باقی رہتا ہی پس اگر انبیا مین عصمت نہو اونکی خبر
مثل اور خبر احاد کے مفید علم نہو عصمت ہی سے احتمال کذب وغلطی کا اخبار انبیا سے دور ہوتا ہی اور اخبار
انبیا موجب علم ویقین ہوتے ہین اگر عصمت انبیا مین نہو اخبار اونکے موجب علم ویقین نہون اور
حجت خدا کی خلق پر قائم نہو اور مخالفین جو آثار دال معاصی انبیا پر ظاہر کرتے ہین سراسر موضوع ہین
اور حضرت یونس نے کبھی گناہ نکیا اور جو قرآن مین وارد ہوا ہی وذا النون اذ ذہب مغاضبا
تفسیر اوسکی یہ ہی یعنی غضب یونس للہ علی قوم کفروا باللہ حتی ضاق صدرہ فخرج من
بینہم بغیر وحی ولا ذنب فظن ان لن نقدر علیہ کما فی قولہ تعالی اللہ یبسط
الرزق لمن یشاء ویقدر فنادی فی الظلمت ان لا الہ الا انت سبحنک انی کنت
من الظلمین ط ہضما لنفسہ واستعظاما لما صدر عنہ من ترک الاولی وہو
الخروج من بین قوم بغیر وحی مبالغۃ فی التضرع ولا اتہام لانبیا بطریق اولی کذب سے
معصوم مطلق ہین اسواسطے کہ کذب مخبر کا بہ نسبت دیگر معاصی کے سخت تر اور غلیظ تر ہی بسبب ساقط ہوجانے

اعتماد کے مخالفین کہتے ہین کذب انبیا پر بنا بر تقیہ جائز ہی بلکہ واجب ہی اور کہتے ہین کہ قول ابراہیم علیہ السلام کا اِنِّیْ سَقِیْمٌ دروغ بنا بر تقیہ تھا یہ باطل ہی اور جو حدیث صحیح مین وارد ہوا ہی اِنَّهٗ لَمْ یَکْذِبْ اِلَّا ثَلٰثَ کَذِبَاتٍ یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم بلحاظ فہم سامعین ہی درحقیقت وہ کذب نتھا بلکہ قبیل تعریضات سے تھا اور تقیہ بغیر تقیہ دور ہونے وثوق کے لیے اخبار سے ہر و برابر ہین اور نیز انبیا منزہ ہین اصل فطرت مین اخلاق رذیلہ سے مثل عجب وحسد وحقد وجبن اور مثل انکے اسواسطے کہ رذائل اخلاق معاصی قلب کے معاصی جوارح سے بدتر ہین اور شیطان کو انبیا پر قدرت نہین ہی قال اللہ تعالی اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ اور نیز انبیا معصوم ہین سہو اور غلطی سے اپنی افہام مین اور مثل انکے سے جو کچھہ کہ تبلیغ رسالت سے متعلق ہی مگر جسکا کہ حق تعالی نسخ چاہتا ہی اوسکو فراموش کرا دیتا ہی مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَآ وقال اللہ تعالی سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓی اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ یعنی ما شاء اللہ نسخہ وقال اللہ تعالی ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ اسواسطے کہ اگر احتمال فراموشی یا غلطی کا امور تبلیغی مین ہو البتہ توثق اخبار اونکے سے اوٹھجاوے اور بلحاظ دنیا کے اور احوال نفس کے اور اذکار قلوب کے مثل سائر بشر ہین یہی مذہب ہی عامۂ متکلمین کا اور حضرات صوفیہ علیہ کا تو قول ہی کہ معصوم ہین نسیان ذکر الٰہی سے بھی

اور معراج حضرت سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی مع جسد مقدس کے مسجد حرام سے مسجد اقصی تک اور وہان سے اوپر ہفت آسمان کے اور ما فوق اوسکے بیداری مین حق ہی لقولہ تعالی سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ اور معراج آسمانونکے اوپر مخصوص ہی واسطے خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے اور لیجانا حضرت عیسی علیہ السلام کا آسمانونکے اوپر اونکے حکم توفی مین تھا چنانچہ حق تعالی فرماتا ہی وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اور اتباع کرنیوالے دین عیسوی کے نسخ دین سے پہلے نصاری تھے جو اوسوقت مین دین حق پر تھے وہ اب اہل اسلام بالخصوص اہل سنت وجماعت ہین تو کہ خلف وعدہ حق تعالی کا لازم نہو

قال اللہ تعالیٰ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ
شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ اور کسی نے نہ دیکھا جو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے دیکھا معراج میں مِنْ آيَاتِهِ الْكُبْرَىٰ
اور نیز رویت حق تعالیٰ کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچشم سر ہوئی کہ جمہور صحابہ کا اسپر
اتفاق ہی اور جو کچھ کہ نصوص سے وارد ہوا ہی کل کو ظاہری پر حمل کرنا چاہیے مگر جسکا کہ صرف ظاہر سے
بتواتر ثابت ہوا ہو جیسے اسمعیلیہ منصوریہ اور خطابیہ وغیرہم کہتے ہیں کہ کتاب وسنت سے نسبت وضو وتیمم و
نماز وروزہ وزکوٰۃ وحج وبہشت ودوزخ وقیامت وغیرہ کے جو کچھ کہ وارد ہوئی ہی وہ محمول ظاہر پر نہیں ہی سبکی
تاویل کرتے ہیں اور نسخ احکام کا بعد وفات سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم
شرعاً جائز نہیں ہی مخالفین کہتے ہیں کہ بعض احکام منصوصہ قرآن کو امام نسخ کر سکتا ہی اور تکلیف
مالایطاق بھی جائز نہیں ہی قال اللہ تعالیٰ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا اور ایمان حق تعالیٰ کے
فرض ہی ادراک فرضیت کے لیے عقل کافی ہی اور ایمان عبارت ہی تصدیق قلب سے مع انقیاد واقرار کے
تنہا تصدیق بغیر انقیاد واقرار کے مفید نہیں قال اللہ تعالیٰ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا
أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا وقال اللہ تعالیٰ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ اور اقرار عذر سے
ساقط ہو جاتا ہی مثل اخرس ومکرہ کے تصدیق ساقط نہیں ہوتی اور اعمال داخل ایمان نہیں ہیں
لقولہ تعالیٰ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ عطف عملوا الصالحات کا دلیل مغایرت کی ہی
حنفیہ کہتے ہیں کہ ایمان میں کمی وزیادتی نہیں ہوتی اسلیے کہ اگر تصدیق نہیں ہی مومن نہیں ہی اور تصدیق
عبارت ہی علم الیقین سے اوسمیں گنجایش زیادتی کی نہیں ہی بنا برین نصوص میں جو زیادتی ایمان وارد
ہی مجازی ہی زیادت سے اوصاف کثرت اعمال مراد ہی حق یہ ہی کہ نفس تصدیق زیادت کو قبول کرتا ہی نہ
نقصان کو جیسا کہ بعد علم کے خبر متواتر سے رویت حسی موجب زیادت یقین کی ہوتی ہی لہذا حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے رویت بصری نسبت زندہ کرنے مردوں کے طلب کی اور اوسکو زیادت
اطمینان قلب سے تعبیر کیا قال اللہ تعالیٰ أَوَلَمْ تُؤْمِن قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي اور یہ ازدیاد

اطمینان کتاب و سنت اور اقوال صحابہ کرام سے ثابت ہی قال اللہ تعالی لِیَزدَادُوا اِیمَانًا مَّعَ اِیمَانِہِم وَزَادَتہُم اِیمَانًا اور قول صحابہ اِجلِس بِنَا نُؤمِن سَاعَۃً اس مقام مین صرف ظاہر سے ضرور نہین ہی اور جس شخص نے درویشون کی صحبت پائی ہی اور خدمت کی ہی اوسپر بالبداہتہ ظاہر ہی کہ ہرچند پہلے بھی اس سے ایمانیات کا یقین تھا شک کو گنجایش نتھی لیکن بعد فیض صحبت ان بزرگونکے اوسکے ایمان نے رنگ دیگر پیدا کیا اور دلیل عقلی سے بھی تزاید ثابت ہی حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا قول ہی لَو کُشِفَ الغِطَاءُ مَا ازدَدتُّ یَقِینًا یہان استعمال لفظ لو سے جو معنی دقیق مستفاد ہوے وہ یہ ہین کہ کلمہ لو مستلزم امتناع ثانی ہی بواسطہ امتناع اول اسلیے کہ کشف غطا خارج از امکان ہی یعنی ظاہر نہونا ذات حق سبحانہ کا من حیث ہی ذات نزدیک ارباب تحقیق کے امر تسلیمی ہی البتہ پردہ صفات مین ظاہر ہونا مانا گیا ہی درینصورت جو حقیقت علی الدوام پردہ حجاب مین مکنون و مستتر لازم ہوئی کشف غطا خارج از امکان ہوا پس عدم زیادت یقین بھی لازم نہ آیا اور نفی کی نفی مستلزم اثبات ہی لاجرم یقین ہمیشہ تزاید مین ثابت ہوا اور مرتکب کبیرہ کا ایمان سے خارج نہین ہوتا اسواسطے کہ تصدیق باقی ہی اور گنہگار بلا توبہ کیے مرجاوے اوسکی آمرزش مشیت الہی پر ہی چاہے کرے یا نکرے عذاب کرے اور چاہے وہ کبیرہ کو بخشے صغیرہ پر عذاب کرے مگر حق تعالی کفر و شرک کو نہین بخشتا ہی قال اللہ تعالی اِنَّ اللہَ لَا یَغفِرُ اَن یُّشرَکَ بِہٖ شَیئًا وَّیَغفِرُ مَا دُونَ ذٰلِکَ لِمَن یَّشَاءُ وقال اللہ تعالی اِنَّ اللہَ یَغفِرُ الذُّنُوبَ جَمِیعًا اور مومن مطیع کو ایمان و ر طاعت پر یقینًا ثواب دیگا اِنَّ اللہَ لَا یُخلِفُ المِیعَادَ اور وعدے سے قطع نظر ثواب دینا مطیع کو یا عذاب کرنا عاصی کا حق تعالی پر واجب نہین ہی جیسا کہ اوپر ثابت ہوا اور مغفرت بے توبہ کبھی محال نہین ہی کہ نصوص سے ثابت ہی اور اگر کسی نے ایک کبیرہ سے توبہ کی اور دوسرے کبیرہ پر اصرار کیا توبہ اوسکی مقبول ہی اور جسنے جمیع کبائر سے توبہ کی اوسکو صغائر سے بھی توبہ کرنا ضرور ہی ورنہ احتمال عذاب باقی ہی اور سوال کرنا منکر و نکیر کا ہر مردہ صغیر و کبیر سے قبر مین حق ہی کہ احادیث مستفیضہ سے ثابت ہی و قولہ تعالی یُثَبِّتُ اللہُ الَّذِینَ اٰمَنُوا بِالقَولِ الثَّابِتِ فِی الحَیٰوۃِ الدُّنیَا وَفِی الاٰخِرَۃِ اسی کیطرف اشارہ ہی اور عذاب قبر کا کفار کو اور بعض گنہگار مومنون کو بھی حق ہی قال اللہ تعالی اُغرِقُوا فَاُدخِلُوا نَارًا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم فرماتے ہین اَلقَبرُ رَوضَۃٌ

مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ اَوْ حُفْرَۃٌ مِّنْ حُفَرَاتِ النِّیْرَانِ ہر چند یہ حدیث آحاد سے ہو لیکن معنی مین مستفیض ہی بلکہ متواتر ہوگئی ہی بعضے کہتے ہین عذاب روح کو ہوتا ہی اور بعضے کہتے ہین بدن کو حق یہ ہی کہ دونونکو ہوتا ہی مطلع ہونا اوسکی کیفیت پر ضرور نہین اور قبر سے مراد عالم برزخ ہی کہ دنیا و آخرت مین واسطہ ہی کافر اور مومن فاسق اس عالم برزخ مین محنت و عذاب دیکھینگے اور مطیع ناز و نعمت حسب مشیت الٰہی جسکو وہ چاہے اور منکر و نکیر دو فرشتے نہایت عظیم و مہیب سیاہ رنگ کبود چشم قبر مین آوینگے خدا اور رسول اوسکے سے اور اوسکے دین سے سوال کرینگے اگر بتوفیق الٰہی جواب حق موافق سوال کے دیا ناز و نعمت مین رہے اور مثل عروس خواب ناز مین استراحت کرے اور قبر اوسکی ایک چمن چمنہای جنت سے متصور ہو اگر عمدہ جواب سے برات نہوئی محنت و عذاب دیکھے اور قبر اوسکے حق مین ایک غار غارہای دوزخ سے ہو صاحب خلاصہ اور بزاری نے اپنے فتاوے مین نقل کیا ہی کہ مسؤل ہونا بعد دفن میت کے بلکہ بعد غیبوبت مردم کے ثابت ہوتا ہی اگر میت کو بہ نیت نقل مکان غیر رکھین مسؤل نہو ورنہ بہ شکم مین بعد رکھانیکے مسؤل ہوگا انبیا علیہم السلام مسؤل نہین ہین اگر ہون توحیدا اور احوال امت سے ہون تعظیما و تشریفا اور سوال اطفال مومنین مین اختلاف ہی اکثر اس طرف گئے ہین کہ مسؤل ہین ملائکہ سوال کے بعد خود تلقین کرین یا طرف سے حق تعالی کے الہام ہو جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو مہد مین ہوا تھا اطفال مشرکین کی نسبت تعارض ادلہ کے سبب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے توقف کیا ہی اور نیز اونکے ثواب و عذاب مین بعضے اونکو ناری کہتے ہین بعضے ناجی اور دخول جنت کے قائل محمد بن الحسین رضی اللہ عنہما کا قول ہی کہ یقین ہی حق تعالی کسیکو بغیر گناہ کے معذب نفرمائے اور جن بھی مسؤل ہین عموم ادلہ کے سبب اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بہ نسبت جن مسلمان کے توقف کیا ہی اور کافر باتفاق معذب ہون ابن عبد البر کا قول ہی کہ کافر مجاہر بغیر سوال کے معذب ہون منافق مسؤل ہون بعض شارحین سے منقول ہی کہ احادیث عذاب قبر باستثنای شہید اور مرابط فی سبیل اللہ اور اوس شخص کے کہ جمعے کو یا شب جمعہ کو موا ہو اور باستثنای اوس شخص کے کہ ہر شب سورۂ ملک پڑھتا ہو اور وہ کہ استسقا اور اسہال سے موا ہو وارد ہین اور حدیث جمعہ کو ضعیف لکھا ہی ترمذی اور ابن عبد البر نے ذکر کیا ہی کہ مسؤل ہونا قبر مین

ع چمنہای جنت سے ایک غار ہی غاروں دوزخ سے ۱۲ منہ دام فیضہ

خصائص اہل بیت عظمی سے ہی اور تعجیل اونکے عذاب مین عالم برزخ مین یعنی قبر مین خالی حکمت سے نہین وہ حکمت پاک کرنا ہی معاصی سے کہ قیامت کو جملہ گناہون سے پاک اوٹھین انتہی یہ تقریر مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی تھی اور بعث بعد موت بحشر اجساد حق ہی عاقل و مجنون وصبی اور جن و شیاطین و بہائم و طیور اور حشرات کل اوٹھینگے بسبب عموم قول حق تعالی کے قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ظاہر ہی کہ جسنے اول عدم صرف اور نابود محض سے پیدا کیا اور کتم عدم سے وجود مین لایا وہ بار دیگر بھی پیدا کرنے پر قادر ہی وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ سباع و بہائم وغیرہ سے یکدیگر کا قصاص ہوگا اور نابود کیے جائینگے اور جن و انس و شیاطین ہمیشہ دوزخ یا بہشت مین رہینگے اور حساب حق ہی اور اعمالناموں کا مسلمانون کے دست راست مین دینا اور کافرون کے دست چپ مین پس پشت سے حق ہی ہونا میزان کا حق ہی اور وزن ہونا اعمال نیک و بد کا بھی حق ہی کیفیت اوسکی معلوم نہین بعضے کہتے ہین کہ اعمال نامے ہی وزن کیے جائینگے بعضے کہتے ہین اعمالنامے کہ اعراض ہین اونکو صورت جوہری دیجائیگی وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ اور ایک پل پشت دوزخ پر باریکتر بال سے اور تیز تر تلوار سے کہ اوسکو صراط کہتے ہین حق ہی اوس سے تمام خلائق گذریگی بعضے مانند برق کے بعضے مانند باد کے بعضے مانند اسپ تیز رو کے بعضے پویان بعضے دوان بعضے مثل مور کے پس بعضے نجات پائینگے اوس سے بسلامتی اور بعضے مجروح اور بعضے دوزخ مین گر پڑینگے اور گواہی جوارح کے گناہون پر حق ہی ہونا حوض کوثر کا حق ہی اور شفاعت انبیا و اولیا او صلحا اور اطفال صغار کی حق ہی مگر بعد اذن حق تعالی کے مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ اور ہونا بہشت و دوزخ کا حق ہی فی الحال موجود ہین فنا اونکو نہوگی ہمیشہ رہینگے البتہ آن واحد کا فنا ہونا ثابت ہوتا ہی اور جن کافر معذب ہونگے دوزخ مین اتفاقا نسبت جن مسلم کے اختلاف ہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کیفیت ثواب جنی پر توقف فرمایا ہی لیکن حق یہ ہی کہ مثل انسان مسلم کے بہشت مین ثواب دیے جائینگے کہ امام

ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ حق تعالی ہشت رکھتا ہی جن و انس نیکو نکو
بہشت سے کہ حق تعالی فرماتا ہی لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا
تُکَذِّبٰنِ ہو جو حق تعالی نے حور و قصور و انہار و اشجار اور اطعمہ اشربہ اہل بہشت کی نسبت
اور زقوم و حمیم سلاسل و اغلال اور انواع عذاب اہل دوزخ کی نسبت خبر دی ہی حق ہی اکثر فرقے
اہل قبلہ بہشت و دوزخ کا انکار کرتے ہین در حقیقت قرآن کا انکار ہی نعوذ باللہ منہا
اور مشرک خلد فی النار ہونگے اور سوای اہل شرک مسلمان ہفتاد و دو ملت کے گو بسبب سوء اعتقاد
دوزخ مین جائین گے اور بکثرت لوگ اونکو دوزخ مین بسبب کبائر معاصی کے لاحق ہوگا لیکن
بالآخر دوزخ سے نکالے جائین گے اور بہشت مین داخل کیے جائین گے اونکو خلود فی النار نہوگا
لقولہ تعالی مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ اور شک نہین ہی کہ اقرار او پر توحید حق تعالی
کے اور اقرار او پر رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے بہترین خیرات سے ہی پس ضرور ثواب اوسکا
دیکھینگے بہشت مین حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم فرماتے ہین وَیُخْرَجُ مِنَ
النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَفِیْ قَلْبِهٖ وَزْنُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِیْمَانٍ
سبحان اللہ کیا برکت ہی ایمان لانے کی اللہ تعالی شانہ اور تصدیق کرنے کی رسول اللہ پر
صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم اور مسلمان کو نسبت ایمان کے حکم بقطع و یقین کرنا چاہیے
اور کہنا چاہیے اَنَا مُؤْمِنٌ حَقًّا بِفَضْلِ اللّٰهِ یہ نکہنا چاہیے کہ اَنَا مُؤْمِنٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ کہ اسمین
شک پایا جاتا ہی لیکن اندیشہ خاتمہ سے پرخطر رہنا چاہیے بیخوف نہونا چاہیے کہ لَا یَاْمَنُ
مَکْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ اور حدیث صحیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین
وارد ہی وَمِنْهُمْ مَنْ یُّوْلَدُ مُؤْمِنًا وَیَحْیٰی مُؤْمِنًا وَیَمُوْتُ کَافِرًا وَمِنْهُمْ مَنْ یُّوْلَدُ
کَافِرًا وَیَحْیٰی کَافِرًا وَیَمُوْتُ مُؤْمِنًا پس بلحاظ اس امر کے انا مومن ان شاء اللہ کہے
مضایقہ نہین اور ناامید ہونا رحمت حق تعالی سے او قطع اسکا کہ حق تعالی میرے گناہ نہ بخشیگا
کفر ہی فرمایا حق تعالی نے اِنَّهٗ لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ۔ اور فرمایا

مَن یَّقنطُ مِن رَّحمَۃِ اللہِ اِلَّا الضَّآلُّونَ ۔ اور نیز بخوف ہونا حق تعالی کے عذاب سے اور
قطع بیم پونہچانا کہ او تعالی ہے گناہون سے مواخذہ نفرمائیگا یقینا بخش ہی دیگا یہ بھی کفر ہے کہ انکار
آیات وعید کا اور استحلال معاصی کا لازم آتا ہے جو کفر ہے لقولہ تعالی مَن یَّعمَل مِثقَالَ ذَرَّۃٍ
شَرًّا یَّرَہٗ ۔ اور تناسخ ارواح کا باطل ہے خلافاً للمنصوریۃ والمفضلیۃ والمیمونیۃ وغیرہم
اور مردیکو دنیا مین قیامت سے پہلے رجوع نہین ہے مخالفین کا قول ہے کہ علی اور بعض دشمنان علی
رضی اللہ عنہ قیامت سے پہلے دنیا مین رجوع کرین گے اور دشمنان علی کو دنیا مین عذاب
کیا جائیگا یہ سراسر باطل ہے کہ دنیا دار عمل ہے دار جزا نہین اور کوئی ولی ادنی درجے کو بھی درجات انبیا
نہ پونہچیگا اور انبیا افضل ہین ملائکہ سے بدلیل قولہ تعالی اِنَّ اللہَ اصطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوحًا وَّاٰلَ
اِبرٰھِیمَ وَاٰلَ عِمرٰنَ عَلَی العٰلَمِینَ ۔ آل ابراہیم اور آل عمران سے انبیا علیہم السلام مراد ہین اور
اولیا اور زہاد کو فضیلت ہے عوام ملائکہ سے سوای اون ملائکہ کے جو رسول ہین اسلیے کہ حق تعالی نے
جنت انسان کے لیے پیدا کی ہے نہ واسطے ملائکہ کے قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین
فقیر کے نزدیک اس مسالے مین یعنی افضلیت عوام مومنین کی یعنی اولیا کی ملائکہ پر اسکے لیے کوئی حجت
نہین ہے یعنی حجت منصوصہ سے انتہی اور پیدا کرنا حق تعالی کا ذریت آدم کو پشت حضرت آدم علیہ
السلام سے اور توحید پر اونسے میثاق لینا اور نیز اور پیغمبرون سے بھی یعنی پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ
وصحبہ وسلم اور حضرت نوح اور حضرت ابراہیم اور حضرت موسی اور حضرت عیسی علیہم السلام سے یعنی
واسطے تبلیغ کے میثاق غلیظ لینا حق ہے اور میثاق لینا واسطے تصدیق بعض کے بعض سے حق ہے اور
لوح وقلم اور جو کچھہ اوسمین مسطور ہے حق ہے جَفَّ القَلَمُ بِمَا ھُوَ کَائِنٌ ۔ مَا اَخطَاَ العَبدَ لَم یَکُن
لِیُصِیبَہٗ وَمَا اَصَابَہٗ لَم یَکُن لِیُخطِئَہٗ ۔ اور دعا زندون کی مردون کے لیے اور صدقہ زندونکا
مردون کے لیے مفید ہونا حق ہے وَھُوَ مُجِیبُ الدَّعَوَاتِ وَیَقضِی الحَاجَاتِ اور جو کچھہ آثار
قیامت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبری ہے خروج دجال سے اور خروج دابۃ الارض سے
اور خروج یاجوج ماجوج سے اور نزول حضرت عیسی علیہ السلام سے اور طلوع ہونا آفتاب کا

مغرب سے اور ہونا سہ خسف کا ایک مشرق مین ایک مغرب مین اور ایک جزیرۂ عرب مین حق ہی اور ہونا کراما کاتبین کا اور مسلط ہونا ملک الموت کا وقت قبض ارواح کے حق ہی معتزلہ کراما کاتبین کے منکر ہین اور جہمیہ ملک الموت کے وہ کہتے ہین ہو یحیی و یمیت اور ہماری دلیل قول اللہ تعالی شانہ کا ہی حتّی اذا جاء احدکم الموت توفتہ رسلنا وھم لا یفرطون و قولہ تعالی کراماً کاتبین یعلمون ما تفعلون اور پھٹجانا آسمانو کا اور گر پڑنا ستارون کا اور لپیٹنا آسمان کا مثل سجل کے اور تین نفخے صور کے اول نفخہ فزع کا دوسرا نفخہ صعق کا تیسرا نفخہ بعث کا اور باقی نرہنا کسی چیز کا سوای واحد قہار کے حق ہی اور جو کچھہ کہ کتاب و سنت اوسپر ناطق ہی حق ہی اور تاویل نصوص مین باتباع کفار فلاسفہ کفر ہی نعوذ باللہ منہا

فصل ذکر امامت مین

کہ امامیہ اوسکو اصول عقائد سے جانتے ہین اسیلیے اپنے تئین امامیہ کہتے ہین اور اہل سنت و جماعت وغیرہم مسائل امامت کو فروع مین شمار کرتے ہین اول معنی امام کے سمجھنا چاہیے کہ ما بہ النزاع ظاہر ہوجاوے واضح ہو کہ نزدیک اہل سنت و جماعت کے امام وہ شخص ہی کہ مسلط ہو آدمیون پر بطوع و تسلیم یا بقہر و غلبہ اور بداہت شاہد ہی کہ بدون وحدت قہری کے اصلاح امور عباد کی معاش و معاد سے اور نظام عالمیان اور اقامت حدود اور سد ثغور اور نصر مظلوم ظالم سے اور تجہیز جیوش کی اور اعلای کلمۃ اللہ اور حفظ و امان خلائق اور اسی قسم کے امور بعید و نہایت اور وجود سلاطین اور بادشاہون کے موقوف و منحصر ہین اور نصوص قطعیہ کتاب و سنت اور اجماع ناطق ہین اسپر کہ اطاعت اولوالامر کی واجب ہی اور نافرمانی اوسکی موجب فساد و منتج فتن و اسی قال اللہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم و قال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ و سلم اسمعوا و اطیعوا و لو کان عبداً حبشیاً کان راسہ زبیبۃ اور اور حدیثین و آثار اس باب مین بہت ہین قال اللہ تعالی فقاتلوا التی تبغی حتی تفیٓ الی امر اللہ و قال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ و سلم اذا بویع الخلیفتان فاقتلوا آخرھما اور اجماع امت اسپر منعقد ہی کہ صحابۂ کرام بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ و سلم کے نصب امام کو اہم امور دینی سے سمجہا نکر اول اسیکی طرف متوجہ ہوے اور اوس وقت سے اس وقت تک

جماعت مسلمانان اہل سنت وجماعت اور اہل بدعت نے کسی وقت کو بادشاہ عادل یا ظالم سے خالی نچھوڑا
ظاہر ہی کہ شام وروم اور ہند وتوران بھی بادشاہون سے خالی نرہا اسیطرح مقر امامیہ بھی خالی نرہا یہانتک
اہل سنت اور امامیہ مین نزاع نہین ہی پس بلحاظ دلائل عقلی ونقلی مذکورہ کے اہل سنت کا قول ہی کہ نصب
امام عباد پر واجب ہی بلکہ اہم واجبات سے ہی کہ اکثر واجبات اوسپر موقوف ومنحصر ہین خدا پر واجب نہین
اسواسطے کہ اہل حق کسی چیز کو خدا پر واجب نہین کہتے اور نہین جانتے اور امامیہ کہتے ہین کہ اصلح اور لطف
خدا پر واجب ہی اسلیے اونپر لازم ہوا کہ کہین نصب امام یعنی تقرر بادشاہ بھی خدا پر واجب ہی لیکن جو وہ معنی امام کے
اور ہی کچھہ جانتے ہین لہذا کسی ایک کو مسلمانون سے بکابرہ بادشاہ مقرر کرنا واجب نہین کہتے لیکن اہل سنت
نصب امام کو بندون پر واجب کہتے ہین اور امام کے لیے چند شرطین بھی کہتے ہین **اول** اسلام قال اللہ تعالی
ولن یجعل اللہ للکفرین علی المؤمنین سبیلا اسیواسطے شہادت کافر کی مومن پر مسموع
نہین ہی **دوم** ذکورت کہ اکثر مہام امارت بدون عقل کامل اور شجاعت وافر کے دشوار ہین اور یہ نساء مین معدوم
سوم حریت **چہارم** عقل **پنجم** بلوغ کہ بغیر اسکے اپنے نفس پر بھی ولایت نہین ہوسکتی ولایت عامہ
کیونکر ہوسکتی ہی **ششم** عدالت کہ فاسق اہل شہادت نہین ہوتا اور اہلیت امارت عامہ بالاتر اہلیت
شہادت سے ہی **ہفتم** قرشی ہونا لقول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم الائمۃ من قریش لیکن عدالت
وقرشیت شروط ہین حالت اختیاری مین پس دیدہ ودانستہ فاسق کو یا غیر قرشی کو اگر امام کرین البتہ
گنہگار ہون امامت اوسکی منعقد ہوجاویگی اور بعد خروج اوسپر جائز نہوگا اور متسلط فاسق یا غیر قرشی
اگر بادشاہ بنجائیگا وہ خود آثم ہوگا عباد پر اطاعت اوسکی فرض ہوگی اور خروج اوسپر حرام ہوگا بعموم
قولہ تعالی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اور شرط ہونا اسلام کا ساقط نہین
ہوتا ہی اسواسطے کہ لفظ اولی الامر منکم غیر مسلم کو شامل نہین اور شرط ہونا ذکورت اور حریت کا مثل عدالت
کے ہی پس اگر زن یا عبد مسلط ہوجاوے اطاعت اوسکی واجب ہوگی کہ لفظ اولی الامر منکم انکو شامل ہی
اور حدیث اسمعوا واطیعوا ولو کان عبدا حبشیا کان راسہ زبیبۃ اوسپر ناطق پس ظاہر ہوا
کہ سوای اسلام کے امامت مین کوئی اور شرط نہین ہی **فائدہ** حسن مجتبی رضی اللہ عنہ نے بسبب خلافت

معاویہ کو تسلیم کی اور اوس صلح کی اس تسلیم سے اسلام معاویہ رضی اللہ عنہ کا قطعاً ثابت ہوتا ہی اور صحیح
یہ ہی کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے بسبب قلت اور ذلت اپنی کے خلافت تسلیم نہین فرمائی اسلیے
کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک جماعت کثیر مہاجرین و انصار اور تابعین کی تھی اور شیعہ اونکے جنگ کو
دوست رکھتے تھے صلح کو مکروہ جانتے تھے چنانچہ بروایت مرتضی پیشوای امامیہ ظاہر ہی کہ حسن بن علی نے
وقت صلح خطبہ فرمایا کہ معاویہ نے نزاع کی مجھسے اوس چیز مین کہ حق میرا تھا نہ اوسکا یعنی خلافت پس دیکھی مین نے
صلاح امت کی اور قطع فتنے کا صلح مین اور تمنے بیعت کی مجھسے اسطرح کہ صلح کرو تم اوس سے جس سے کہ مین
صلح کرون اور جنگ کرو اوس سے کہ مین جنگ کرون پس بہتر جانا مین نے کہ نگہداشت خون مسلمانون کی
بہتر ہی خون بہانیسے اور ارادہ نکیا مین نے صلح کا مگر تمھاری بہتری کے لیے پس صلح امام حسن رضی اللہ
عنہ کی مقبول تھی کہ حضرت سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے مدح اوسکی فرمائی
اور فرمایا آپنے هٰذَا سَيِّدٌ لَعَلَّ اللهَ يُصْلِحُ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ پس ظاہر ہی اس
صلح سے اسلام و عدالت معاویہ رضی اللہ عنہ کی کہ بطوع و رغبت بغیر تسلط و کراہت کے امام حسن
رضی اللہ عنہ نے محض بنظر دفع فتنہ او قتال بین المسلمین کے خلافت تسلیم فرمائی مگر اس تسلیم سے فضیلت
معاویہ رضی اللہ عنہ کی اورون پر ثابت نہین ہوسکتی ہی کہ خلافت مثل خلفای اربعہ رضوان اللہ علیہم
اجمعین باجتہاد اہل حل و عقد نہین ہوئی اور امام امامیہ کے نزدیک وہ شخص ہی کہ معصوم ہو صغائر و
کبائر سے اور خطا و غلط سے مثل نبی کے اور محدث ہو یعنی ملک نے اوس سے کلام کیا ہو بغیر اسکے کہ ملک
اوسکے سامنے ظاہر ہوا ہو مانند پیام آلہی اوسکو پونچایا ہو اور امامیہ کے نزدیک مثل پیغمبر کے اطاعت اوسکی خلائق
پر واجب ہی اور تحریم و تحلیل وغیرہ تمام امور دینی اوسی پر مفوض رہتے ہین جو چاہے کرے اور جو تصرف چاہے
عمل مین لاوے اور کسیکو اوسکے قول و فعل پر مجال دم زدن نہین ہوتی نہ یارای عدم فرمانبری چہ جای اعتراض
و محل سخن اور امام کے لیے دعوی امامت و رظاہر معجزہ اور نص پیغمبر سے یا امام اول سے مشروط کرتے
ہین اور اونکے نزدیک ائمہ افضل انبیا سے ہین سوای حضرت سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے
مگر یہ دعوی اونکا بلا شہادت معجزہ کے اور نص صحیح کے قابل اعتقاد نہین اور تقیہ اور اخفا منافی ان اخبار کے ہی

اور عادت مقتضی اسکی ہے کہ اگر ایسا دعوی وقوع پذیر ہوا ور معجزہ اوسکا شاہد ور نص صریح علی رؤس الاشہاد اوسکے لیے پائی جاوے
البتہ متواتر ہو اسلیے امامیہ دعوی تواتر کا کرتے ہین مگر اہل سنت کے نزدیک تواتر متحقق نہین بلکہ سوای امامیہ کے جمہور یعنی ہفتاد و دو ملت
اسکا انکار کرتے ہین اور روایات امامیہ درجہ صحت کو نہین پہونچتین چہ جائی تواتر بلکہ روایات امامیہ کا اختلاف ایسا ہی کہ
تطبیق اوسکی محالات سے ہی اور متواترات مین اختلاف محال ہی فالاختلاف دلیل الکذب پس ظاہر ہوا کہ دعوی امامت کا
اور اظہار معجزہ کا اور نص صریح کا باطل ہی لاجرم امامت بایمعنی موجود نہین فثبت المقصود وحصل المطلوب

خاتمہ کلمات کفر و بدعت مین

مسئلہ دستور القضاۃ مین بحوالہ خلاصہ مذکور ہی کہ اگر ایک مسالے مین چند وجوہ کفر کے ہون اور ایک نہو تو فتوی کفر پر
ندینا چاہیے **مسئلہ** شیخین کی دشنام دہی سے یعنی خلیفہ اول اور خلیفہ دوم رضوان اللہ علیہما کے گالی دینے
سے کافر ہوتا ہی اور فضیلت دینے سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حضرات موصوف پر کافر نہین ہوتا ہی کہ یہ بدعت
ہی **مسئلہ** آخرت مین رؤیت مطلق کے منکر ہونے سے کافر ہوتا ہی اسیطرح عذاب قبر اور حشر کے انکار سے کافر ہوتا ہی
کہ آیات قرآنی کا انکار لازم آتا ہی جو مستلزم کفر ہی اسیطرح حرام قطعی کو اگر حلال کہا یا حلال قطعی کو حرام کہا یا جانا
یا فرض کو فرض نجانا یعنی اعتقاد نکیا کافر ہوا بحر الرائق **مسئلہ** اگر دل مین ایسا وسوسہ پیدا ہوا کہ زبان پر لانا یا
اعتقاد کرنا اوسپر موجب کفر ہو کافر نہو کذا فی الخلاصۃ اور جو زبان پر لایا اور دلمین اوسکو مکروہ سمجھا تو نشانی
محض ایمان کی ہی **مسئلہ** جسنے اخبار شرعی کا انکار کیا کافر ہوا کہ تکذیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم مستلزم
کفر ہی **مسئلہ** کسی جانور کی آواز کرنے اور یا کسیکے ٹوک دینے تو کہین جاتے ہوے یا کوئی کام شروع کرتے ہوے بدفالی
سمجھنا اسمین اختلاف ہی **مسئلہ** اگر توہین کسیکی پیغمبرون سے کی صلوات اللہ علیہم اجمعین کافر ہوا **مسئلہ**
اگر شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی حقارت کریگا یا حقیر جانیگا کافر ہوگا لیکن اگر کسی نے کہا فلان شخص
سے صلح کرو اوسنے جواب دیا کہ بت کو سجدہ کرلون مگر اوس سے صلح نکرونگا کافر نہوے کہ ارادہ اوسکا بعید جاننا صلح کا
ہی **مسئلہ** اعتقاد کرنا ظلم کا خواہ کسی صورت سے ہو کفر ہی **مسئلہ** راضی ہونا کفر پر اپنے لیے ہو یا غیر کے لیے کفر ہی
مگر بسبب عداوت غیر کے **مسئلہ** امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہی کہ ایمان سے خارج نکریگا مگر اوس چیز کا
انکار کرنا جسپر ایمان لانا واجب ہی امام ناصر الدین فرماتے ہین کہ بازگشت ایمان پر چونکہ یقینی ہی اسلیے الیسی

بات کے ظاہر ہونیسے حکم بازگشت کیا جاوے یعنی کافر نہ متصور ہو اور جہان بازگشت پر شک ہو وہان بازگشت کا حکم نکیا جاوے کہ شی ثابت شک سے دفع نہین ہوتی حالانکہ الاسلام یعلو ولا یعلی مسئلہ حکم کفر کا دینے مین اہل اسلام کے جلدی نچاہیے مسئلہ تاتارخانی مین ینابیع سے بقول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ منقول ہے کہ کفر عائد نہو جبتک کہ اعتقاد نکیا جاوے مسئلہ محیط و ذخیرہ مین ہے کہ مسلمان کافر نہو جبتک کفر کا قصد کرے مسئلہ مضمرات مین نصاب الاحتساب اور جامع صغیر سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص کفر کا کلمہ قصداً کہے مگر اعتقاد کفر کا نرکھے اسمین اختلاف ہے جنکے نزدیک کفر اعتقاد سے متعلق ہے کافر نہوا اور بعض کے نزدیک کافر ہو مسئلہ کافر ہوجانیسے ایک کی جورو خصم مین کوئی ہو نکاح فی الفور باطل ہوجائیگا قاضی کے حکم کا انتظار رہیگا مسئلہ مجوس نوروز کے دن جمع ہوتے ہین اور خوشی کرتے ہین اور ہنود ہولی دیوالی کے دن شادی مناتے ہین اسکو پسند کرنے اور خوش ہونیسے کافر ہوتا ہے مسئلہ لواطت کے حلال یقین کرنیسے کافر ہوتا ہے مگر اپنی عورت کے ساتھ یقین کریگا تو کافر نہوگا اسیطرح حالت حیض مین جماع کو حلال یقین کرنیسے کافر ہوگا انکار آیات قرآنی کا لازم آتا ہے مسئلہ استہزا علوم دینی مین کفر ہے مسئلہ بادشاہ یا حاکم یا کسیکو سجدہ عبادت کرے کافر ہوا اگر بطور سلام وغیرہ تعظیماً کرے کافر نہو مگر فوائد الدرایہ شرح ہدایہ مین ہے کہ سجدہ باجماع جائز نہین البتہ اور صورتین ادب کے واسطے جائز ہین جیسے سامنے باادب کھڑا ہونا یا ہاتھ چومنا یا پشت خم کرنا ایسی صورتون مین حکم جواز ہے مسئلہ ذبح کرنا بتون کے نام پر یا انکے استھانون پر یا مقبرہ مکانات پر جیسے دریا چشمہ یا کنواکوئی مکان خاص کرکے ایسی صورتون مین ذبح کرنیوالا مشرک ہے اور ذبیحہ مردار اور یہ بھی نقل کیا ہے کہ ایسے ذبح کرنیوالے کی عورت نکاح سے باہر ہوجاتی ہے مسئلہ دستور القضاۃ مین امام ابوبکر سے منقول ہے کہ جو شخص کافرون کی عید کے دن مثل نوروز مجوس یا ہولی دیوالی کے کفار کا شریک ہے اور اوسکی موافقت کرے یعنی لہو و لعب مین برغبت شریک ہوگا کافر ہو مسئلہ ایمان یاس اور توبہ یاس مقبول ہے بعضے کہتے ہین نہین مقبول ہے مسئلہ شرح مقاصد مین ہے کہ جو شخص حدوث عالم کا یا حشر اجساد یا خدا کے علیم ہونیکا نسبت جزئیات کے انکار کرے کافر ہوا اور جو کچھ کہ ضروریات دین سے ہین اونکے انکار سے کافر ہوتا ہے مسئلہ جن مسائل عقائد مین کہ روافض خوارج و معتزلہ وغیرہ خلاف رکھتے ہین خلاف اہل سنت کے اعتقاد کرے اوسکے کافر کہنے مین علما نے اختلاف کیا ہے مسئلہ ملتقی مین امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ کسیکو

اہل قبلہ سے ہم کافر نہین کہتے ابو اسحٰق اسفرانی کا قول ہے کہ جو شخص اہل سنت کو کافر جانتے ہین اوسکو کافر جانتا ہون اور جو اہل سنت کو کافر نجانے کا فر نہین جانتا ہون علامۂ علم الہدی نے بحر المحیط مین کہا ہے کہ جو ملعون جناب پاک حضرت سرور کائنات سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم مین دشنام دہی کرے یا لب باہانت آشنا کرے یا کسی امور دینی اونکے مین یا صورت مبارک مین یا کسی وصف اقدس مین اونکے اوصاف مقدسہ سے عیب نکالے خواہ وہ مسلمان ہے یا ذمی یا حربی اگرچہ راہ ہزل سے ایسا کرے وہ کافر ہے واجب القتل توبہ اوسکی مقبول نہین ہے اجماع اسپر ہے کہ بے ادبی اور استخفاف ہر کسیکا پیغمبرون سے علیہم الصلوٰۃ والسلام کفر ہے خواہ مرتکب اوسکا حلال جانکر کرے یا حرام اور رفض جو کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے دشمنون کے خوف سے بعضے احکام کی تبلیغ نفرمائی کفر ہے نعوذ باللہ منہا ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین بیان کلمات کفر کے مقام پر فرمایا ہو کہ ہر شخص کفر و شرک سے بچنے کے لیے خدا سے پناہ مانگتا رہے اور ہر صبح و شام بعد نماز کے ہمیشہ یہ دعا پڑھتا رہے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ شَیْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ + رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

قطعۂ تاریخ لمؤلف

خدا نے کیا یہ رسالہ تمام
علیہ الصلوٰۃ علیہ السلام
سوا اسکے جبتک کہ جیتا ہون
یہی میری خواہش ہے صبح و شام
بجز یاد حق کچھ نہ دلمین رہے
بحق محمد علیہ السلام

ہوا ختم تالیف کا اہتمام
مرا ہو رسالہ یہ مقبول حق
بچون شرک اور کفر سے مین مدام
کبائر صغائر سے بچتا رہون
اجل کا ہو نزدیک جسدم پیام
رسالے کی تاریخ کی جو کرین

بس اب ہے دعا یہ بحق رسول
کرین قدر اسکی بہت خاص و عام
بری مین رہون نفس و شیطان سے
خدا جس سے راضی رہے ہو وہ کام
مرا قول ایمان پہ ہو خاتمہ
علی نے کہا اتصناح کلام
سلسنہ ۱۳ ہجری

تضمین شعر شیخ سعدی علیہ الرحمۃ از مصنف رسالہ

۱
نصبت اعلام کماله
رفعت عمائم اجلاله
نطق الکتاب بحاله
بلغ العلی بکماله

۲
هو ذو القوی بفعاله
تمسکوا بحبل اله
نشر الهدی بمقاله
کشف الدجی بجماله

۳
نعم عم مثل نواله
عظمت جمیع نعاله
طلبت کثیر فعاله
حسنت جمیع خصاله

۴
قرنت به مجلاله
حصل الغنی بسواله
محمد آل وآله
صلوا علیه وآله

مین نے یہ رسالہ اول سے آخر تک دیکھا عقائد اہل سنت وجماعت کا نہایت عمدہ طریق پر بیان کیا ہی اور شیوع اسکا واسطے تعلیم اطفال اور جوانون کے جو ملاحظہ کتب مبسوطہ کی استعداد نہین رکھتے نہایت مفید ہی جزی اللہ المؤلف عن المسلمین خیر الجزاء — محمد علی عفا اللہ عنہ

اشتہار

جو کہ اس رسالے کی تالیف اور تحقیق مطالب و مضامین مین نہایت جانکاہی و جانفشانی کی گئی ہی درینصورت جمیع اہل مطابع اور نیز دیگر جملہ صاحبون کی خدمت مین التماس ہی کہ کوئی صاحب بدون اجازت تحریری فقیر مؤلف کے قصد چھاپنے یا چھپوانے کا زنہار نفرمائین ورنہ بموجب قانون سرکار مستلزم جرم اور مستوجب مواخذہ ہون گے اور فقیر مؤلف کیطرف سے بھی مواخذہ ہوگا وما علینا الا البلاغ

العبد علی احمد بن غلام احمد بریلوی نقشبندی مجددی غفر اللہ لهما

وجہ مہر و دستخط

واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب چھپی ہوئی مطبع نظامی کانپور کی ہی مہر و دستخط مہتمم مطبع کے ثبت ہوئے

محمد روشن خان حنفی سنہ ... محمد عبد الرحمن بن حاجی ...